Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51 — شمارہ 6-7

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

22/29 ذیقعدہ 1422 ہجری 6/13 تبلیغ 1381 ہش 6/13 فروری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 9 فروری 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'مومن' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا

وہ دنیا میں آئے گا اور مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم و کریم و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم، اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامیٔ ارجمند، مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہندو مسلم اتحاد - اور - حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

آج سے سو سال قبل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام و موعودِ کل اقوام عالم نے ہندوستان کی تمام قوموں بالخصوص ہندوؤں اور مسلمانوں کو امن و عافیت سے رہنے کی پرزور اور ٹھوس اپیل کی صرف اپیل ہی نہیں بلکہ آپ نے اس وقت ایسے عمدہ اور مفید مشورے دئے جو کہ اس سے قبل کسی کی طرف سے نہیں دئے گئے تھے۔ آپ نے ۱۸۹۵ء میں وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک میموریل بھجوانے کی تجویز کی جس میں دو قسم کے قوانین بنانے کی درخواست کی۔

☆ ایک تو یہ کہ کوئی فریق دوسرے فریق پر ایسا حملہ یا اعتراض کرنے کا مجاز نہ ہو جو خود اس کے اپنے مذہب پر بھی پڑتا ہو کیونکہ یہ بھی ایک بڑا ذریعہ فتنہ و فساد کا ہے کہ لوگ اپنے اندر نگاہ ڈالے بغیر دوسرے مذہبوں اور ان کے پیشواؤں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔

☆ دوسرے یہ کہ تمام اہل مذاہب اپنی اپنی مسلمہ و مستند مذہبی کتب کی ایک فہرست شائع کریں اور پھر کوئی بھی اعتراض کرنے والا ان مذہبی کتب سے باہر اس مذہب پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ کسی بھی مذہب پر ایسے اعتراض نہ کئے جائیں جو کہ اس کی مسلّمہ مذہبی کتب میں ہی نہیں ہیں۔ آپ کی یہ تجاویز اس قدر ٹھوس، مؤثر اور مدلّل تھیں کہ اگر انکے مطابق اس وقت قانون بن جاتا تو اس کے نتیجہ میں ہندوستان میں مذہبی دنیا میں امن و سلامتی کی خوشگوار فضا قائم ہو سکتی تھی۔

اسی طرح آپ نے اپنی حیات طیبہ کے آخر میں جو کتاب "پیغام صلح" کے نام سے تصنیف فرمائی اس کتاب میں بھی آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو امن و سلامتی سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے ہندوؤں کو یہ فرمایا کہ وہ یہ عہد کریں کہ وہ سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کو گالیاں نہیں نکالیں گے اور برے ناموں سے آپ کو یاد نہیں کریں گے۔ اس کے مقابل پر آپ نے ہندوؤں کو یقین دلایا کہ وہ یہ عہد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو آپؑ خود اور آپ کی تمام جماعت آئندہ سے گائے کی قربانی کو جو مسلمانوں کے لئے حلال ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مذہبی جذبات کا خیال کرتے ہوئے ترک کر دیں گے۔

امن و سلامتی اور محبت و رواداری کی فضا کو تقویت دینے کے لئے آپ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو مزید تعلیم دی کہ اگر آپ کے مریدوں میں سے کوئی دیکھتا ہے کہ کوئی شخص کسی ہندو کے گھر کو آگ لگاتا ہے اور وہ آگ بجھانے میں مدد دینے کے لئے نہیں اٹھتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پیروکاروں میں سے کوئی دیکھتا ہے کہ کوئی عیسائی کو قتل کرتا ہے اور وہ اسے بچانے کے لئے نہیں اٹھتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں!!

مذہبی دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کے انہی سنہری اصولوں کو آپؑ کے خلیفہ دوم سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے متعدد ایمان افروز اور زریں خطبات و ارشادات کے ذریعہ آگے بڑھایا۔ چنانچہ اس تعلق میں ۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو بریڈلاء ہال لاہور میں خان بہادر سر محمد شفیع کے۔سی۔ایس۔آئی۔ کی صدارت میں آپ نے جو معرکۃ الآراء لیکچر دیا اس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ اس لیکچر میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایسے سنہری گر پیش فرمائے ہیں کہ اگر آج بھی یہ دونوں قومیں ان نصیحتوں پر عمل کریں تو ہندوستان میں آئے دن برپا ہونے والے ہندو مسلم فسادات کو جڑ سے اکھیڑا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی ان ہر دو قوموں میں فسادات ہوتے ہیں تو آگے بڑھ کر صرف صلح کروا دی جاتی ہے لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ کون سی وجوہ ہیں جن کی بنا پر بے چینی و فسادات کی جڑیں پھوٹتی ہیں جب تک ان وجوہات کو سامنے رکھ کر فسادات کی جڑ کو نہیں کاٹا جائے گا دونوں قوموں میں صرف وقتی طور پر صلح ہو گی۔ لیکن پھر جب دونوں میں سے کوئی ایک فریق بھی دوبارہ وجوہ فسادات کی جڑ کو سیراب کرے گا وہ پھر سے ہری ہو جائیگی اور فساد جنگل کی زہریلی بوٹیوں کی طرح پھیل جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ ان وجوہات کو جڑ سے اکھیڑا جائے۔

آپ نے فرمایا ہندو مسلم فسادات بھڑکنے کی دو وجوہات ہیں ان میں سے ایک تو......

☆ سیاسی رواداری اور مساوات کا فقدان ہے۔ ہمارے سیاستدانوں میں اس قدر حوصلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے مدمقابل کی اچھی بات کو بھی اچھا کہہ سکیں بلکہ فوراً یہی سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے کہ مدمقابل جو بھی بات کرے گا یا جو بھی کام کرے گا وہ غلط ہو گا۔ کیونکہ اگر اس کے اچھے کام کو اچھا کہا جائے تو اس کی ساکھ مضبوط ہو گی۔ اور یہ برداشت نہیں۔ اور اگر وہ واقعی کوئی غلط کام کر دے تو پھر اپنے گریبان میں منہ ڈالے بغیر اس قدر شور مچایا جاتا ہے اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ۔ اور پھر اپنی اس گندی ذہنیت کے پیچھے عوام الناس کو بھی لگا دیا جاتا ہے۔ جس سے آئے دن ملک میں فسادات پھلتے پھولتے رہتے ہیں اور عوام الناس کے بلا سوچے سمجھے غلط ذہنیت کے مالک لیڈروں کے پیچھے لگ جانے کی وجہ صرف اور صرف جہالت اور علم کی کمی ہے اور جب تک ہمارے ملک میں جہالت اور علم کی کمی رہے گی عوام الناس ہمیشہ ہی گندی سیاست کا شکار ہو کر گلیوں اور بازاروں میں کچلے جاتے رہیں گے۔

سیاست میں عدم رواداری کے ساتھ ساتھ سیاسی دنیا میں عدم مساوات بھی ان خیالات کی جڑ ہے۔ قوم کی اکثریت یا اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کمزور طبقہ یا اقلیت کے لوگ ترقی کے میدان میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور پھر لمبے وقت تک عدم مساوات کا نتیجہ بے چینی اور پھر فسادات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا......

"ایک ملک کی مختلف قوموں کی مثال ایک سڑک کی ہے جس پر مختلف لوگ چل رہے ہوں۔ بے شک راستہ میں ہر ایک شخص کو خود ہمت کر کے آگے بڑھنا چاہئے۔ لیکن جب یہ صورت پیدا ہو جائے کہ کچھ لوگ راستہ میں دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے ہوں تو پچھلوں کے لئے آگے بڑھنا بالکل ناممکن ہو گا۔ ان کی سب کوششیں اکارت جائیں گی۔ پس اس وقت اگلی قوم کا فرض ہو گا کہ وہ بے شک آگے کو چلے لیکن سارا راستہ نہ روکے۔ دوسروں کے آگے بڑھنے کے لئے راستہ چھوڑ دے ورنہ پسماندہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں"۔ (صفحہ ۱۲)

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے ہندو مسلم فسادات کی دوسری بڑی وجہ مذہبی رواداری کے فقدان کو بتلایا جس طرح اس ملک میں سیاسی رواداری نہیں اسی طرح مذہبی رواداری بھی نہیں ہے۔ لوگ برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ دوسرے کے مذہب کو اچھا کہیں۔ بلکہ الٹا دماغ میں یہ خیال بیٹھ گیا ہے کہ جب تک ایک مذہب دوسرے مذہب کی برائی نہ کرے اس وقت تک اس کی برتری ثابت نہیں ہو سکتی۔

مذہبی اور سیاسی دنیا میں اس عدم رواداری کے یہ خطرناک نتائج نکلے ہیں کہ ہر دو قومیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کا مدمقابل کوئی بھی اچھی بات کہہ ہی نہیں سکتا رواداری کے فقدان کی وجہ سے ہندو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ نقص اس لئے پیدا ہوا ہے کہ قوم پرستی کے نتیجہ میں یہ خیال ہمارے دل میں راسخ ہو گیا ہے کہ دوسروں کو گرائے بغیر ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔

ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۰ء کے بصیرت افروز خطاب بر موقع جلسہ سالانہ قادیان میں ہم ہندوستانیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا

"خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال و جنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جارہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندو و مسلمانوں، سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلاف مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ بات سب اہل ہند کے دل میں جاگزیں فرمائے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا یہی نشان ہے کہ بزرگان خدا سے رحمت و شفقت کی تعلیم دیں یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا" (خطاب جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء)

(منیر احمد خادم)

خصوصی دعا کی درخواست

احباب جماعت کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کرتے ہوئے گزارش کرتا ہوں کہ خاکسار اپنی اہلیہ امۃ القدوس بیگم کے ہمراہ سفر پر مورخہ ۲۰۰۲-۲-۱۵ کو روانہ ہو رہا ہے پہلے بیگم کے پتہ کا آپریشن حیدرآباد میں ہونا ہے۔ بعدہ ان کے گھٹنے کی تبدیلی کا آپریشن ہونا ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ محض خدا کے فضل سے یہ دونوں آپریشن کامیاب ہوں۔ سفر میں خیر و عافیت رہے۔ اور صحت و سلامتی کے ساتھ بخیریت قادیان مراجعت ہو۔ آمین

(مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں میں — وہ آپ مجھ سے ہے کہتا نہ ڈر قریب ہوں میں
غضب ہے شاہ بلائے غلام منہ موڑے — ستم ہے چپ رہے یہ، وہ کہے مجیب ہوں میں
وہ بوجھ اٹھا نہ سکے جس کو آسمان و زمین — اسے اٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں میں
مقابلہ پہ عدو کے نہ گالیاں دوں گا — کہ وہ تو ہے وہی جو کچھ نجیب ہوں میں
ہے گالیوں کے سوا اس کے پاس کیا رکھا — غریب کیا کرے خطی ہے وہ مصیب ہوں میں
کرے گا فاصلہ کیا جب کہ دل اکٹھے ہوں — ہزار دور رہوں اس سے پھر قریب ہوں میں
ہے عقل نفس سے کہتی کہ ہوش کر ناداں — مرا رقیب ہے تو اور تری رقیب ہوں میں
کر اپنے فضل سے تو میرے ہم سفر پیدا — کہ اس دیار میں اے جانِ من غریب ہوں میں
مرے پکڑنے پہ قدرت کہاں تجھے صیاد — کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں میں
نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہش اکرام — یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا اک نقیب ہوں میں

﴿کلام محمودؓ﴾

درس القرآن

تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا!

از علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۝ (الفتح : ۲۹)

ترجمہ : وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

تفسیر : - امام محمود بن عمر الزمخشری (وفات ۵۳۸ھ) اپنی تفسیر ''الکشّاف عن حقائق غوامض التنّزیل ''میں آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیاتِ ربّانیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔ (تفسیر الکشاف الجزء الثالث صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ مصر)

درس الحدیث

اسلام کے غلبہ کیلئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُلَهٗ. (مشکوٰۃ: باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہونگے آپ شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

☆ - اس حدیث کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ فَفِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ يُعْطِيْهِ وَلَدًا صَالِحًا يُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا يَاْبَاهُ وَيَكُوْنُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ وَالسِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُبَشِّرُ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ بِذُرِّيَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِيْدَ الصَّالِحِيْنَ

(آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ صفحہ ۵۷۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اسمیں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اس کے برعکس نہ ہوگا۔ اور وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگا۔ اور اولاد کی بشارت عطا ہونے میں راز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس اولاد کا صالح ہونا لازماً مقدر رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرزند موعود کی درج ذیل الفاظ میں بشارت دی :-

اِنَّ نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ عَنْمُوَايْلُ وَبَشِيْرٌ اَنِيْقُ الشَّكْلِ دَقِيْقُ الْعَقْلِ ..مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. يَاْتِيْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْفَضْلُ يَنْزِلُ بِنُزُوْلِهٖ وَهُوَ نُوْرٌ مُّبَارَكٌ وَطَيِّبٌ مِنَ الْمُطَهَّرِيْنَ يُفْشِي الْبَرَكَاتِ وَيُغَذِّي الْخَلْقَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَيَنْصُرُ الدِّيْنَ۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۷)

یعنی۔ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس کا نام عنموایل اور بشیر ہوگا۔ وہ خوش شکل اور وجیہہ ہوگا وہ صاحب عقل وفہم ہوگا۔ وہ آسمان سے آئے گا اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا اور وہ نور ہوگا اور برکت دیا جائے گا اور مطہّر لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کی برکتیں پھیلیں گی۔ وہ مخلوق کو پاکیزہ (یعنی روحانی) غذا دے گا اور دین کا مددگار ہوگا۔

یہود کی مذہبی کتاب طالمود میں پیشگوئی مصلح موعودؓ

طالمود یہود کی احادیث کی کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں جوزف برکلے نامی انگریز نے شائع کیا ہے۔ اس میں مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی کے ضمن میں مصلح موعود کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے۔

"It is also said that he (The Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson."

(طالمود بائی جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

ترجمہ :- یہ بھی روایت ہے کہ مسیح (اپنی آمد ثانی کے بعد) وفات پائیں گے اور اُن کی بادشاہت اُن کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

مصلح موعودؓ اور بزرگانِ اسلام

امام یحیٰ بن عقبؒ کی پیشگوئی

حضرت امام شیخ احمد بن علی نے ۴۲۵ھ میں ایک کتاب ''شمس المعارف الکبریٰ'' تصنیف فرمائی۔ ۱۹۰۸ء کے دوران یہ کتاب ہندوستان میں آئی اور خاندان حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کے ایک فرد مسمّٰی لیٰسین علی نامی نے اس کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۳۹ پر مصنّف نے حضرت امام یحیٰ بن عقب کا آخری زمانے کے بارے میں منظوم کلام درج کیا ہے جس میں مہدی کی آمد اور اسکے خلفاء کا حال بطور پیشگوئی کے درج ہے۔ اس کے خلیفۂ دوم کا نام نامی محمود ظاہر کیا گیا ہے اسکے بعض اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

يظهر فی السماء عظيم نجم ۔۔۔ لهٗ ذنب كمثل الريح عال
آسمان پر ایک دُمدار ستارہ طلوع کرے گا ۔۔۔ اور اس ستارہ کی دُم بگولہ کی طرح لمبی ہوگی

فتلك دلائل المهدی حقًّا ۔۔۔ سيملك للبلاد بلا محالِ
یہ مہدی کی سچی نشانیاں ہیں ۔۔۔ وہ تمام ممالک کا مالک ضرور ہوجائے گا

اذا ماجاء هم العربی حقًّا ۔۔۔ علی عمل سيملك لامحالِ
مقدر ہے کہ (مہدی کے بعد) ایک عربی النسل شخص آئے گا ۔۔۔ اور وہ اس اہم منصب پر یقینی طور پر فائز ہوگا

ومحمود سيظهر بعد هٰذا ۔۔۔ ويملك الشام بلا قتالِ
اور اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا ۔۔۔ اور وہ شام کا بغیر لڑائی کے مالک ہوجائے گا

وعند نا منهٗ يوم عظيم ۔۔۔ سيقتل فيه شبان الرجال
اور ہمارے نزدیک اُسکے عہد میں ایک سخت زمانہ آئے گا ۔۔۔ جس میں جوان لوگ قتل کئے جائیں گے (لڑائی ہوگی)

ان ابیات میں مہدی کی آمد۔ ذوالسنین ستارہ کا طلوع اور اس کے بعد ایک عربی النسل شخص کا اس کے مسند پر بیٹھنا اور پھر محمود کے ظاہر ہونے اور اس کے عہد میں ہونے والی لڑائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت نعمت اللہ ولیؒ کی پیشگوئی

حضرت نعمت اللہ ولیؒ ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہلِ کشف ہونے کا شہرہ رکھتے تھے۔ اُن کا زمانہ ۵۶۰ھ ان کے دیوان کے حوالہ سے بتایا گیا ہے۔ آخری زمانہ کے بارہ میں اُن کا ایک قصیدہ ہے اور یہ قصیدہ ''اربعین فی احوال مہدیین'' کے ساتھ شامل ہے۔ یہ رسالہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ میں طبع ہوا۔ اس میں مندرجہ ذیل پیشگوئی در بارہ مہدی و مصلح موعود ہے۔

غین و رے سال چوں گزشت از سال ۔۔۔ بوالعجب کاروبارے بینم
ا ح م د ے خوانم ۔۔۔ نام آں نامدارے بینم
تا چہل سال اَے برادرِ من ۔۔۔ دورِ آں شہسوارے بینم
دَورِ اُو چوں شود تمام بکام ۔۔۔ پسرش یادگارے بینم

اِن اشعار کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشانِ آسمانی میں یوں درج فرمایا ہے۔

(۱)۔ ''یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا۔ اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی۔ اور ہجرت کے ۱۲۰۰ سال گزرنے کے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے''۔

(۲)۔ ''کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ نام اُس امام کا احمد ہوگا''۔

(۳)۔ ''اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کریگا۔ چالیس برس تک زندگی گزارے گا۔

(۴)۔ ''جب اُس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدریوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور اس کے بعد اُس کا یادگار ہوگا۔

حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے مضمون سے بغاوت کرنا ہے

خطبہ عیدالاضحیہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱ مئی ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ بمطابق ۲۱ ہجرت ۱۳۷۳ ہش بمقام اسلام آباد (برطانیہ)

(خطبہ عید کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له
واشهد ان محمداً عبده و رسوله-
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم-
بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم -
مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم -صراط الذين انعمت
عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
ولكل امةٍ جعلنا منسكاً ليذكروا اسم الله علىٰ ما
رزقهم من بهيمة الانعام فالٰهكم اله واحد فله اسلموا
و بشر المخبتين- الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم
والصّٰبرين علىٰ مآ اصابهم والمقيمي الصلوة و مما
رزقنٰهم ينفقون- (سورۃ الحج: ۳۶،۳۵)

یہ آیات سورہ الحج کی آیات ۳۵ اور ۳۶ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے- ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر ملت کے لئے ہم نے قربانیوں کا ایک طریق مقرر فرما رکھا ہے "ليذكروا اسم الله علىٰ ما رزقهم" تاکہ جو کچھ بھی اللہ نے انہیں رزق عطا فرمایا ہے اس پر وہ اللہ کا نام لیں- "من بهيمة الانعام" ان جانوروں میں سے جو چوپائے ہیں- جب ان کو وہ خدا کی خاطر، خدا کے نام پر اس کی اجازت سے قربانی کے لئے پیش کریں یا کھانے کے لئے استعمال کریں تو ان پر اللہ کا نام پڑھا کریں- "فالٰهكم اله واحد" اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے "فله اسلموا" پس اسی کے حضور فرمانبرداری کے ساتھ جھکو- "و بشر المخبتين" اور وہ لوگ جو عاجزی اختیار کرتے ہوئے خدا کے حضور جھکتے ہیں ان کو خوشخبری دے دو- وہ لوگ کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل تھرتھرا اٹھتے ہیں اور وہ جو مصیبت ان کو پہنچتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کے نام پر، نیک کاموں پر اس رزق کو خرچ کرتے ہیں-

پس یہ شرطیں ہیں ان لوگوں کی جو خدائے واحد کے بندے ہیں اور یہ تمام شرطیں ہیں جو انہیں انسانی نقطہ نگاہ سے ایک ہاتھ پر جمع کر کے خدائے واحد سے ان کا تعلق پیدا کرتی ہیں- یعنی خدا کے نام پر دلوں کا تھرتھرا جانا، یعنی جھرجھری طاری ہو جائے دلوں پر جب اللہ کا نام سنیں- یہ مراد نہیں کہ ہر وقت، ہر مجلس میں جب خدا کا نام آئے تو ایسا واقعہ ہو مگر مراد یہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں بعض ایسے لمحے آتے ہیں کہ اللہ کا نام سنتے ہی محبت اور عشق اور اس کے رعب سے جھرجھری طاری ہو جاتی ہے اور دلوں پر گویا ایک قسم کا زلزلہ آجاتا ہے- یہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ وہ صبر کرنے والے ہیں- ایک یہ صفت ہے جس سے وہ پہچانے جا سکتے ہیں- اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی عبادت کرتے ہیں- نماز سے مراد ضروری نہیں کہ اسلامی نماز ہی یہاں مذکور ہو کیونکہ تمام دنیا کی تمام قوموں کا ذکر چل رہا ہے- اور جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں- یہ تین بنیادی صفات ہیں جو انہیں خدائے واحد سے جوڑتی ہیں اور ان صفات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے اور جہاں تک دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالی جائے خواہ وہ کسی قوم، کسی خطہ ارض سے تعلق رکھتے ہوں کسی زمانے کے ہوں، ان سب میں یہ قدر مشترک آپ کو دکھائی دے گی- پس حج کے ذکر میں وہ باتیں بیان فرمائی جا رہی ہیں جن کا تمام بنی نوع انسان سے تعلق ہے اور اس پہلی آیت کا جو میں نے تلاوت کی عنوان ہی یہ لگایا ہے "ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله" ہم نے ہر قوم کے لئے ایک قربانی کا طریق مقرر فرما رکھا تھا-

یہ مضمون صرف مسلمانوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اور حج کا مضمون بھی صرف مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے- اسی لئے قرآن مجید نے جہاں خدا کے پہلے گھر کی تعمیر کا ذکر فرمایا جو "بکہ" میں واقعہ ہے تو فرمایا یہ تمام بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا تھا- "ان اول بيت وضع للناس للذی ببكة" وہ پہلا گھر جو ہدایت کے لئے بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا وہ مکہ میں واقع ہے- پس حج دراصل مسلمانوں کے ایک ہونے کی علامت نہیں، مسلمانوں کے امت واحدہ بننے کی علامت نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے امت واحد بننے کی علامت ہے- اور اس پہلو سے حج کا مضمون دنیا کی ہر مذہبی قوم میں پایا جاتا ہے گویا دنیا کی تمام قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آغاز ہی سے تیار کیا جا رہا تھا- اگر عیسائیوں میں آپ دیکھیں تو عیسائیوں میں بھی حج کا مضمون نہ صرف پایا جاتا ہے بلکہ اس کثرت سے مختلف مواقع کے حج کئے جاتے ہیں کہ شاید مذہبی تاریخ میں اس سے زیادہ حج کے مقامات آپ کو کہیں دکھائی نہ دیں گے جتنا عیسائی قوم میں ملتے ہیں خصوصاً رومن کیتھولکس میں مختلف Saints کے نام پر مختلف حج کی جگہیں بنا رکھی ہیں- کہیں وہ لوگ ننگے پاؤں پیدل سفر کر کے جاتے ہیں کہیں بعض اور خاص رسوم ادا کرتے ہوئے جاتے ہیں- غرضیکہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مقامات عیسائی قوم میں متبرک سمجھے جاتے ہیں جہاں وہ سال میں یا چند سالوں میں ایک دفعہ حج کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں-

یہود کا حج فلسطین میں واقع یروشلم سے تعلق رکھتا ہے اور سب دنیا جانتی ہے کہ یروشلم کے مقدس مقامات کی زیارت اور وہاں دیوار گریہ سے سر پیٹنا اور مسیح کی آمد کے لئے دعائیں کرنا یہ ان کا ایک قسم کا حج ہے- اور اسی طرح ہیکل سلیمانی ہے اس کی زیارت اور دوسرے مقدس مقامات کے گرد چکر لگانا، یہود میں بھی گویا حج کی یہ رسمیں پائی جاتی ہیں- اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ہندوستان کی سب سے بڑی قوم ہندو ہے اور مذہبی لحاظ سے ان میں بھی بہت سے ایسے متبرک مقامات ہیں جہاں باقاعدہ ہر سال حج ادا کی جاتی ہے چنانچہ اس کو یاترا کہتے ہیں- مقدس مقام پر جانا اور حج کرنا اسے یاترا کہا جاتا ہے- اڑسٹھ ایسے مقدس مقامات ہندوستان میں ہیں جہاں یا کسی نہ کسی فرقے کا حج کا مقام ہے یا تمام ہندو اسے متبرک سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ مقدس بنارس ہے- بنارس میں ہر سال تقریباً دس لاکھ ہندو حج کے لئے جمع ہوتے ہیں- اسی طرح متھرا ہے اور بہت سے مقامات ہیں جن میں حج کیا جاتا ہے اس کی ساری فہرست تو میں آپ کو پڑھ کر سنا نہیں سکتا لیکن تیرتھ یاترا کے جو دو اہم بنیادی مقامات ہیں ان میں سے بنارس سب سے بڑا ہے اور اس کے بعد جگناتھ پوری ہے اور عجیب بات ہے کہ ہر جگہ حج کے ساتھ کم و بیش ایک ہی قسم کے مناسک کا تعلق ہے- ہر حج کے ساتھ قربانی کا مضمون لاحق ہے اور جڑا ہوا ہے اسے حج کے تصور سے الگ نہیں کیا جا سکتا-

مختلف دنیا میں جو حج کئے جاتے ہیں ان میں سر منڈانا بھی شامل ہے چنانچہ جب آپ ہندوؤں کی تیرتھ یاترا کو دیکھیں تو بکثرت سر مونڈے جاتے ہیں- صرف ایک لٹ نشانی کے طور پر باقی رکھ لی جاتی ہے باقی تمام سر، جس کو وہ خدا سمجھتے ہیں اس کی خاطر، مونڈ لئے جاتے ہیں- اور اسی طرح وہ مقدس مقامات کے طواف بھی کرتے ہیں وہاں کئی قسم کے بھجن گاتے ہیں- اپنے لباس کو وہ کم سے کم کرتے ہیں- بعض صرف ایک چادر میں لپٹے ہوئے حج کرتے ہیں یعنی تیرتھ یاترا- غسل بھی حج کے ساتھ متعلق ہے- بنارس کے پانی کو منبع سے لے کر اس کے آخر تک مقدس سمجھا جاتا ہے اور وہ پانی تبرک کے طور پر اسی طرح وہ لے کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں جس طرح مسلمان حج ادا کرنے والے آب زمزم کی بوتلیں بھر کر اپنے گھروں کو واپس آتے ہیں- تو یہ ایک عجیب مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور کسی کتاب نے اس کا ذکر نہیں کیا- آپ دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے حج کا ذکر تو وہاں ملے گا مختلف رنگوں میں- لفظ حج استعمال ہو یا نہ ہو لیکن ایسا عبادت کا مفہوم جس میں ایک مقدس مقام کی زیارت ہو- جاتے ہوئے ان میں بہت سے ایسے ہوں جو سر مونڈ چکے ہوں اور یہ بھی ایک اخلاص کی اور سپردگی کی علامت ہے- پھر کپڑوں میں سادگی، ایک چادر میں لپٹے ہوئے ہونا، پھر اشنان کرنا اور وہاں سے کوئی مقدس چیز تبرک کے طور پر لے کر واپس لوٹنا، وہاں قربانیاں کرنا؛ بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے کثرت سے خیرات کرنا اور بنی نوع انسان کی خاطر یا اللہ کی خاطر بنی نوع انسان کی خدمت کرنا- یہ تمام وہ مضامین ہیں جن کا حج سے تعلق ہے- پس یہ ایک عالمگیر نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بالآخر ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے بنایا-

لیکن یہ ایک عجیب بات ہے اور مسلمانوں کے لئے انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ وہ حج جو بعض مخصوص قوموں یا ملکوں یا مذاہب سے تعلق رکھتے تھے اور عالمگیر نہیں تھے ان کے حج کے مقامات پر تو تمام بنی نوع انسان کو کھلی اجازت ہے کہ وہ آئیں اور اسی طرح حج کریں لیکن وہ حج جو تمام حجوں کا ارتقاء تھا، جس کی تیاری کی خاطر تمام بنی نوع انسان کو، تمام مذاہب کو تربیت دی جا رہی تھی وہاں اب قدغن لگ چکی ہے اور تالے پڑے ہوئے ہیں اور پہرے دار بیٹھے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے سوا اور کسی کو حج کی اجازت نہ دی جائے- حیرت ہوتی ہے اور انسان دکھ سے بے قرار ہو جاتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ وہ ایک حج جس کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ اس گھر کے اردگرد کیا جاتا ہے جو "اول بيت وضع للناس" پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہاں تمام بنی نوع انسان کو جانے کی اجازت نہیں ہے- اور وہ گھر جو بعض محدود قوموں کے لئے، بعض خاص مذاہب کے لئے بنائے گئے تھے ان کے دل اتنے وسیع ہیں کہ وہ تمام دنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ بے شک آئیں اور ہماری طرح حج کریں- یہ شرط سب میں قدر مشترک ہے- اگر آپ ہندوؤں کی تیرتھ یاترا کریں یعنی حج کے مقامات کی زیارت کریں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ کم ہی پسند کریں گے کہ آپ وہاں جا کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں اور مسلمانوں کی طرح وہاں اپنی رسوم عبادت ادا کریں- اگر آپ عیسائیوں کے کسی حج میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ پسند نہیں کریں گے- مگر اگر آپ ان کی عبادتوں کے طریق کو اپناتے ہوئے وہاں جاتے ہیں تو اس سے ان کو کوئی غرض نہیں کہ آپ کے مذہب کا نام کیا ہے، کس قوم سے، کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں- ان کی طرح ان کے مقدس مقامات پر فریضہ حج ادا کریں تو سب کے لئے کھلی اجازت ہے کہ شوق سے آئیں اور جو چاہے کریں- لیکن جس حج کی ممانعت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہاں یہ بحث نہیں کہ کوئی مسلمانوں کی طرح حج کرتا ہے یا نہیں- بحث تو یہ ہے کہ اس کا مذہب کیا ہے اگر اس کا مذہب کچھ اور نکلے اور پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ اس کا اصل مذہب عیسائی تھا یا کچھ اور تھا تو ان کو کڑی سزائیں دی جائیں گی-

پس کیسا مضمون الٹ گیا ہے، تہ و بالا ہو گیا ہے- وہ حج کا ایک مقام جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے کھلا نہیں رہا اور وہ مقامات جو خاص قوموں کے لئے بنائے گئے تھے وہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے ہاں آنے اور تیرتھ یاترا کی اجازت دیتے ہیں بلکہ اگر کوئی آئے تو وہ اس پر فخر محسوس کرتے ہیں- پس حج کا یہ جو مرکزی نقطہ ہے اسے آپ یاد رکھیں اور جماعت احمدیہ کو ہمیشہ کے لئے یہ پیغام دل نشین کر لینا چاہئے کیونکہ ہم نے اسلام کی سچی قدروں کو دوبارہ اجاگر کرنا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو قرآن کی تعلیم کی طرف بلانا ہے اور قرآن کی تعلیم کے ان حسین پہلوؤں کو جو بعض لوگوں کے تعصبات کے

تلے دب چکے ہیں جیسے کسی خوبصورت چیز پر رفتہ رفتہ گرد کی تہیں جم جاتی ہیں انہیں صاف کرتا ہے، اس کی گرد کو دور کرتا ہے، یہ روحانی غسل خانہ کعبہ کو دیتا ہے کہ جس غسل کے بعد پھر وہ خانہ کعبہ ابھرے جو محمد رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا تھا، جس کی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے تعمیر کی تھی اور وہ اجنبی لوگ جن کا نام نہیں لیا گیا اور ہمیشہ دل حیرت سے ان کا تصور باندھتا ہے کہ قرآن کریم میں ان کا بے نام ساز کر ہے۔ "اول بیت وضع للناس" کچھ خدا کے بندے ایسے تھے جنہوں نے وہ گھر تعمیر کیا تھا۔ کون تھے؟ ہم نہیں جانتے۔ کتنے زمانے پہلے کی بات ہے؟ ہمیں کچھ علم نہیں۔ مگر وہ پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک تھا یقیناً اسی زمانے کی تعمیر ہوگا جبکہ بنی نوع انسان خود ایک خاندان کی طرح تھے جبکہ انسانیت کا آغاز ہوا تھا۔ جبکہ حیوانی دنیا سے ایک عظیم ارتقاء کے نتیجہ میں، ایک حیرت انگیز انقلابی ارتقاء کے نتیجہ میں انسان کا وجود پہلی دفعہ منصۂ شہود پر ابھرا۔ اس عالم میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ اچانک گونگے جانوروں کی بجائے جو اپنے مافی الضمیر کو وضاحت سے ادا کرنے سے قاصر تھے ایک ایسا وجود ابھرا جو "سمیعاً بصیراً" تھا۔ وہ سنتا بھی تھا اور دیکھتا بھی تھا اور بولنے کی اور بیان کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور اسی لئے اس گھر کا ایک نام "بیت عتیق" رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے مختلف نام ہیں ان میں سے ایک نام بیت عتیق ہے یعنی قدیم ترین گھر۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ بعض دوسرے مذاہب میں بھی عتیق ہونے کے دعوے ان کے مقدس مقامات سے وابستہ ہیں اور جہاں تک ہندوازم کا تعلق ہے ان کے نزدیک تو ان کی کتاب بھی یعنی وید مقدس اتنی قدیم ہے کہ زمانے کے آغاز سے پہلے تھی اور قدیم ترین ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تہذیب بھی قدیم ترین ہے اور ان کے مقدس مقامات بھی قدیم ترین ہیں حالانکہ جہاں تک بنارس کا تعلق ہے، معلوم انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بنارس پہلی مرتبہ مسیح سے چھ سو سال قبل وجود میں آیا اور اس کے تقدس کی تاریخ مسیح سے چھ سو سال قبل شروع ہوتی ہے یعنی حضرت بدھ علیہ السلام سے ایک سو سال پہلے۔ مگر قدامت کے دعوے بہرحال موجود ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قدامت کے دعوے ان قوموں نے پرانی قوموں سے ورثے میں پائے ہیں اور قدامت سے مراد وہی ایک گھر ہے جسے بیت عتیق کہا گیا ہے اور اس گھر سے وابستہ پیغام ہی قدیم ترین پیغام ہے اور وہی ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور وہ دین ابراہیمی ہے جو ابراہیمؑ سے پہلے ہی وجود میں آچکا تھا۔

جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وید، آفرینش سے پہلے، انسان یا کائنات کی بناوٹ سے پہلے سے موجود ہیں تو بظاہر تعجب کی بات ہے اور بعض لوگ نادانی میں اس خیال کو ایک غلط خیال سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تمام کلام الٰہی، اس کا کچھ بھی نام رکھ دیا جائے، وہ ہمیشہ سے ہے ان معنوں میں کہ لوح محفوظ میں وہ کلام موجود تھا۔ ابھی تخلیق کائنات بھی نہیں ہوئی تھی تو الٰہی کلام خواہ وہ کسی نام سے دنیا پر ظاہر ہوا ہو وہ ان معنوں میں موجود تھا۔ یہی وجہ ہے یعنی اس مفہوم کو سمجھتے ہوئے پرانے زمانے میں یعنی اسلام کے وسطی ازمنہ میں اس بات پر بہت بحثیں چلیں کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے۔ اور یہ بحثیں اتنی شدت اختیار کر گئیں کہ بعض لوگ جو اس بات کے قائل تھے کہ قرآن مخلوق ہے جب ان کا زور چلا تو ان لوگوں کو انہوں نے کوڑے مروائے ان کو پھانسیوں پر چڑھا دیا۔ بعض دفعہ ان کی قبریں اکھیڑیں اور انہیں مرنے کے بعد ان کے پنجروں کو پھانسیوں پر لٹکایا کہ وہ ہمارے عقیدے کے خلاف بات کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ خدا کا کلام ہمیشہ سے ہے اسے مخلوق کہنا قرآن کریم کی یا کلام کی بے حرمتی ہے، وہ جب طاقت میں آتے تھے تو وہ لوگ جو کہتے تھے کہ مخلوق ہے ان کو کوڑے لگائے جاتے تھے اور ایسے ایسے دردناک واقعات اسلامی تاریخ میں اس موضوع پر ملتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل جو چار فقہوں میں سے ایک فقہ کے ایک عظیم امام ہیں، آج کی دنیا میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ان کے خلاف کوئی حکومت فتویٰ دے یا کچھ علماء کفر کا فتویٰ دیں۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ الٰہی کلام قدیم سے نہیں بلکہ ازل سے ہے اور وہ چیز جو خدا کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے موجود ہو وہ ایک قسم کا Blue Print ہے جس میں وہ محفوظ ہوتا ہے، اس کو تخلیق نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ اس جرم میں ان کو پابہ سلاسل اور ہاتھوں میں بھاری ہتھکڑیاں ڈال کر قضا میں پیش کیا گیا۔ قضاء سے فتویٰ صادر ہوا یہ شخص اول قسم کا مرتد اور دنیا کو گمراہ کرنے والا اور بہکانے والا ہے۔ چنانچہ ان کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ کڑی دھوپ میں ان کو زنجیروں میں باندھ کر بٹھایا گیا اور جلاد ان پر کوڑے برساتا رہا اور جب ایک جلاد تھک جاتا تھا تو ایک اور جلاد ان پر کوڑے برسانے کے لئے آجاتا تھا اور برستے ہوئے کوڑوں میں وہ یہی کہتے رہے کہ کلام اللہ تخلیق نہیں ہے۔ اللہ کا کلام ہمیشہ سے خدا کے ساتھ ہے۔

پس عتیق کے معنے سمجھنے میں بھی لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور خدائی اپنے ہاتھوں میں لی ہے اور خدا کے پاک بندوں کو اذیت دینے اور دردناک سزائیں دینے کی ذمہ داری قبول کرلی، یہ جسارت کی کہ خدا بن بیٹھے اور اس دنیا میں ہی حشر قائم کر دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کو آخر انسانیت سیکھنی ہوگی۔ کوئی الٰہی تعلیم انسانیت سے ہٹ کر اور اس سے متصادم نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بنیادی قانون ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی نہ کبھی آئندہ ہوگی۔ پس ہر وہ تعلیم جو بچی ہے اس کی اصطلاحوں کے وہ معنی ہی قابل قبول ہوں گے جو ہر فطرت کو یعنی انسانی فطرت کو قبول ہوں۔ صرف ذہنی ورزشوں کے نتیجہ میں معنے ظاہر نہ کئے جائیں بلکہ گہرے انسانی فطرت سے وابستہ معنے ہوں۔ پس ان معنوں میں جب ہم خانہ کعبہ کو قدیم دیکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذاہب کے دعاوی اس کے مقابل پر دیکھتے ہیں جب وہ کہتے ہیں ہمارے مراکز قدیم سے ہیں تو اس میں کسی اشتعال انگیزی کی بات نہیں، کسی غصے اور بھڑک اٹھنے کی بات نہیں ہے، کوئی حرج نہیں ہے اگر ہندو اپنے مقدس مقامات کو قدیم کہتے ہیں یا اپنی ویدوں کو قدیم کہتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ قدیم اس چیز کو کہا جس کا کوئی نام نہیں رکھا اور صرف خدا سے اور بنی نوع انسان سے وابستہ کر دیا۔ "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة" وہ پہلا گھر جو بنی نوع انسان کی خاطر، جس میں تمام بنی نوع انسان شامل ہیں۔ ان میں ہندو بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، یہودی بھی ہیں، زرتشتی بھی ہیں، بدھسٹ بھی ہیں، تاؤسٹ بھی ہیں، کنفوشنسٹ بھی ہیں۔ ہر قسم کے مذاہب جن کا آپ تصور باندھ سکتے ہیں وہ تمام اس آیت کے فیض کے دامن میں ہیں، اس فیض کے سائے میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کی خاطر ہم نے پہلا گھر یہاں بنایا تھا یا ایسا واقعہ ہوا کہ پہلا گھر یہاں بنایا گیا۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ اس کا کوئی نام نہ بتلایا گیا ہے نہ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کیونکہ ناموں ہی سے بعد میں یہ جھگڑے چلے ہیں۔ ان کا مذہب وہی ہے جو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ وہ تھے جنہوں نے خدا کی خاطر، خدا ہی سے قربانی کرنے کے طریق سیکھے اور "ذللا" جھکتے ہوئے اور عاجزی کے ساتھ ان رستوں کی پیروی کی اور پھر ان میں جو صفات ابھری ہیں وہ یہ تھیں کہ اللہ کی محبت ان کے دلوں پر قابض ہوگئی۔ اللہ کی محبت نے انکے دلوں پر غلبہ پالیا اور خدا کا نام سن کر بعض دفعہ ان کے دلوں پر ایک زلزلہ طاری ہو جاتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جب بھی ان کو دنیا میں تکلیفیں پہنچتی ہیں یہ صبر کرتے ہیں اور واویلا نہیں کرتے، عبادت کو قائم کرتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔

پس یہ وہ صفات ہیں جن کی خاطر، جن کو پھیلانے کے لئے ہمیں عالمی جہاد کرنا ہوگا اور اگر ہم یہ جہاد کریں اور خدا کی عبادت کو خدا کی خاطر خالص کر کے قائم کر دیں اور ایسے دل پیدا کریں جو اللہ کی محبت میں گرفتار ہوں اور ایسے صابرین پیدا کریں جن کو ہر مصیبت خدا کی محبت میں آسان دکھائی دیتی ہو۔ صبر کی یہ تعریف ہے جو سمجھنی ضروری ہے اور اس حج کے تعلق میں صبر کا مضمون آپ پر روشن کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ حج کے ساتھ صبر کا ایک گہرا تعلق ہے۔ اس کی تفصیل میں آج نہیں جاؤں گا لیکن پھر کبھی انشاء اللہ اس مضمون کو کھولوں گا لیکن سرِ دست یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ صبر کا حج کے ساتھ ایک بہت گہرا اور دائمی تعلق ہے۔ صبر کے نتیجے میں حج عطا ہوتا ہے اور حج کے مناسک ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس خانہ کعبہ کی تعمیر نو جب ہوئی تھی تو اس میں بھی تو صبر ہی تھا جو سب سے زیادہ کار فرما تھا۔ حضرت ہاجرہؑ اور آپ کے بیٹے اسماعیلؑ نے جو نمونے خدا کی خاطر دکھائے ہیں وہ صبر کے ہی تو نمونے تھے۔ کس طرح بیٹا وہاں پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور کس بے چینی سے ماں صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہی تھی جیسے کوئی غم میں دیوانی ہو چکی ہو۔ اور پھر بھی خدا کی خاطر اس نے صبر کیا اور اس بچے نے صبر کیا اور ابراہیمؑ، ان کے باپ نے صبر کیا اور اس کے نتیجے میں حج کا وہ جاری چشمہ جو کسی زمانے میں بند ہو چکا تھا از سر نو پھر جاری کیا گیا۔ پس صبر کرنے والے دنیا میں پیدا کرنے ہوں گے اور صبر کا عشق الٰہی سے تعلق ہے کیونکہ کوئی معصیت دنیا میں عشق کے بغیر آسان نہیں ہو سکتی۔ اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپنے لگ جاتے ہیں۔ تو مراد یہ ہے کہ محبت کے غلبے سے کانپ اٹھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ہر دوسری مصیبت اللہ کی خاطر آسان دکھائی دیتی ہے کیونکہ اللہ ہی ہے جو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ وہی مقصود ہے، وہی مطلوب ہے، اسی نے پیدا کیا، وہی واپس لے جانے والا ہے۔ پس محبوب کا ہاتھ کچھ دے کر واپس لے تو جاہل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے، پاگل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے، عشق سے عاری ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے۔ پس اللہ کا ہاتھ جب کچھ دیتا ہے اور پھر واپس لے لیتا ہے یا اس کی تقدیر بعض طاقتوں کو اجازت دیتی ہے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو چونکہ یہ سب کچھ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر مومن کو بہرحال برداشت کرنا ہے کیونکہ اللہ کی محبت کی خاطر اس کی سب تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوتا ہے یہ ایک عاشق کا مزاج ہے اسی لئے اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے صبر کا مضمون بیان فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حج کی پیداوار ہیں یعنی ملت واحدہ کا جزو ہیں جو تمام مختلف قوموں میں پیدا ہوئے ان میں قدر مشترک رکھنے والے یہ لوگ ہیں یعنی وہ جو اللہ کی محبت میں گرفتار، اس سے کلیتہً مغلوب اور پھر وہ جو خدا کی خاطر ہر دوسرے نقصان کو شوق سے برداشت کر لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بیٹا مبارک احمد بہت پیارا تھا مگر جب وہ فوت ہوا تو دیکھیں کیسا پیارا کلام ہے جس میں آپؑ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ

مبارک ہمیں بہت پیارا تھا

وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

لیکن پھر یہ فرمایا:

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ٹھیک ہے بہت پیاری چیز تھی جو واپس چلی گئی لیکن جس نے بلایا ہے وہ تو سب سے پیارا ہے۔ پس اس پیارے کی خاطر ادنیٰ پیاروں کو رخصت کر دینا یہی صبر ہے اور اس پر واویلا نہ کرنا یہی صبر ہے اور یہی مفہوم ہے اس آیت کا۔

اس کے بعد فرماتا ہے "والمقیمی الصلوٰة" یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ عبادت، اللہ سے محبت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے جو ایک باقاعدہ طریق کے مطابق ہمیں سکھایا گیا ہے۔ اگرچہ ذکر الٰہی بھی عبادت میں داخل ہے۔ اللہ کے تعلق میں ہر وہ حرکت جو انسان اپنی زندگی میں کرتا ہے اگر وہ تعلق کے تابع ہے اور اللہ کے تعلق میں رونما ہو رہی ہے تو وہ سب کچھ بھی عبادت بن جاتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے مونہہ میں لقمہ بھی ڈالتے ہو اس لئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی سے حسن سلوک کرو تو یہ بھی تمہاری عبادت ہے۔ تو عبادت کا مضمون تو انسانی زندگی کے ہر جزو، ہر سکون، ہر حرکت پر حاوی ہے لیکن یہاں وہ عبادت مراد ہے جو باقاعدہ ہر مذہب میں ایک خاص طریق کے مطابق سکھائی جاتی ہے۔ اسے قائم کرنا پڑتا ہے۔ اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور یہ باقاعدہ عبادت ہے جو عشق کا لازمہ ہے۔ عشق کے نتیجے میں ایک باقاعدہ طریق کے مطابق اپنے محبوب کی چوکھٹ پر حاضری دینا اسی کا نام عبادت ہے۔ تو پھر یہ عبادت کرتے ہیں اور عبادت انہیں کیا سکھاتی ہے۔ صبر کا ایک اور مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ پہلے صبر کا یہ مضمون تھا کہ اپنے محبوب کی خاطر وہ چیزیں جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہیں جن پر تمہارا اختیار نہیں ہے ان کے کھو جانے پر واویلا نہ کرو بلکہ اپنے پیارے کی خاطر اس نقصان کو قبول کر لو اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کرو، اس کے نتیجے میں تم اس کا اور بھی زیادہ پیار حاصل کرو گے لیکن جس مضمون سے بات شروع ہوئی اب آخر پر یہ فرمایا گیا کہ اس کے نتیجے میں ان کو دنیا کی چیزوں کی محبت ہی کم ہو جاتی ہے اور صرف یہ کہ وہ "کرھاً" مجبور ہو کر اپنے ہاتھ سے کھوئی ہوئی چیزوں پر صبر کرتے ہیں بلکہ جن باتوں میں مجبور نہیں ہیں، وہ چیزیں ان کی ہیں، ان کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ کی طرف سے اجازت ہے جیسے چاہیں استعمال کریں، پھر بھی اس کی راہ میں شوق سے خرچ کرتے ہیں۔ تو طوعاً و کرھاً کا مضمون ہے جو ان آیات میں بہت ہی پاکیزہ انداز میں بیان ہوا ہے کہ جو کچھ مجبوراً ان کے ہاتھ سے جاری رہے وہ بھی خدا ہی کی طرف جاتی ہے خدا ہی کی خاطر اسے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اور خدا کی رضا جوئی کرتے ہوئے قبول کرتے ہیں اور پھر خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ چیزیں جو ان کے قبضہ قدرت میں ہیں، کوئی ان سے چھین نہیں سکتا، کوئی ان سے زبردستی لے نہیں سکتا، محبت الٰہی سے مجبور ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو یہ ہیں وہ صفات حسنہ جو حج کرنے والوں کے لئے لازمی ہیں۔

ایک حج وہ ہے جو ظاہری اور رسمی حج ہے اور اس کے نتیجے میں بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے یا ان مقدس تیرتھوں کا طواف کیا جاتا ہے جہاں لوگ یاترا کے لئے جاتے ہیں، جو بھی نام آپ رکھ لیں مگر حج کرنے والوں کے ذہن میں خدا کو راضی کرنے کا تصور ہے جو غالب ہے۔ پس جس مذہب میں بھی، جس قوم میں بھی، جس خطہ ارض میں بھی خدا کی خاطر کسی مقدس مقام کی زیارت کی جائے اس کے لئے لازم ہے کہ یہ صفات حسنہ ساتھ لے کر وہاں چلے اور یہ وہ زادِ راہ ہے جس کے نتیجے میں تمہارا سفر بخیریت تمام ہوگا۔ اگر یہ زاد راہ پاس نہیں اور ظاہری طور پر **خواہ اس مقدس مقام کا نام مکہ رکھو یا کعبہ کہو جو چاہو کہہ لو یا** بنارس رکھ دیا یا متھرا، وہ بہر حال خدا کے حضور قابل قبول نہیں ہوگا۔ پس خدا بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے حج پر ہمارے لئے ایک Exercise، ایک ورزش، ایک کوشش، ایک جدو جہد مقرر فرماتا ہے اور ہر وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس کا حج قبول ہو اس کو ہر وہ فعل کرنا چاہئے جو اللہ کی رضا کی خاطر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے والا ہو اور اس پہلو سے ایک امت واحدہ کی تعمیر کا کام آگے بڑھتا چلا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ دیکھو حج کی طرف جانا ہی کافی نہیں حج سے لوٹ کر آنا بھی بہت اہم ہے اور عجیب بات ہے کہ لوگ جانے کو تو اہمیت دیتے ہیں، لوٹنے کو اہمیت نہیں دیتے کہ کس حالت میں لوٹے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اگر تم ان صفات سے عاری ہو کر بھی گئے، اگر کچھ نقص رہ بھی گئے تھے تو حج ان نقائص کو، کمی کو پورا کرتا ہے اور مقدس مقامات کی زیارت تمہارے دل کو حقیقی صاف پانی سے دھو ڈالتی ہے اور وہ نقائص جو اس سے پہلے رہ گئے تھے وہ نقائص جھاڑ کر تم واپس لوٹتے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حج تو بڑے شوق سے کرنے جاتے ہو لیکن کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ لوٹے کس حالت میں ہو! کیا دل پاک اور صاف کر کے لوٹے ہو یا پہلے نقائص کو جھاڑ کر آئے ہو یا جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ آئے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے“ **یعنی پہلا سفر محبت کے نتیجے میں طے ہو جاتا ہے** تم جیسا بھی ہو گر پڑ کر وہاں پہنچ جاتے ہو۔

”مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل بہت ہے“

واپسی ایسی حالت میں مشکل ہے کہ واپس آؤ تو پھر اللہ کی محبت لے کر لوٹو اور بنی نوع انسان کے لئے بھی اللہ کی محبت کا پیغام لے کر واپس آؤ۔

”بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں“ کتنے حاجی ہیں جو تقویٰ کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور واپس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں ”اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت ان کو نہیں ملتی۔ قشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنی بدکاریوں کی وجہ سے“ یعنی فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنے گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے کیونکہ بعض بدکاریاں ایسا پختہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں کہ کسی پانی سے دھل نہیں سکتیں اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔ ”اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جائے تاکہ اس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب قادیان آنے کی لوگوں کو تاکید فرمائی تو ہر گز یہ مراد نہیں تھی کہ قادیان گویا ان کا حج ہوگا۔ یہ جو مضمون ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے **ان تمام شبہات کا ازالہ کرتا** ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی نور کو اس شان سے روشن تر کر کے دکھاتا ہے کہ پہلے اس شان کے ساتھ بعض نظروں پر وہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے جماعت کو قادیان کی طرف بلاتے تھے تاکہ ان کا حج قبول ہو جب وہ حج کرنے جائیں اور یہاں سے صفا ہو کر پھر وہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوں تاکہ وہاں سے تمام فوائد اور فیوض جو وابستہ ہیں وہ ان سے عاری ہو کر نہ لوٹیں بلکہ ان سے پوری طرح متمتع ہو کر اور فیض اٹھا کر واپس آئیں۔ فرماتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ حقیقت ان کو وہاں نہیں ملتی ان کو حقیقت دکھانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی پاک کی صحبت میں رہیں اور یہ ایک عجیب فقرہ ہے جس کو غور سے سننا ضروری ہے فرماتے ہیں

”تاکہ صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے“۔

اب بظاہر تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ صدق، صدق ہی ہے۔ لیکن انسان کی فطرت میں درجہ بدرجہ اتنے پردے ہیں کہ بعض چیزیں جن کو وہ سچ سمجھتا ہے اس ایک پردے کے پیچھے وہ سچ دکھائی دیتی ہیں مگر جب وہ پردہ اٹھا کر اگلی منزل پر پہنچتا ہے تو پردے کے پیچھے اسے جھوٹ دکھائی دیتا ہے اور جوں جوں وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس کو اپنے وجود کی اندرونی گہری باتوں پر اندرونی حالتوں پر اطلاع ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ اندھیروں سے نور کی طرف کا سفر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہت ہیں جو بظاہر صدق کے ساتھ وہاں جاتے ہوں گے۔ ان کی نیتوں میں تو کوئی فتور دکھائی نہیں دیتا۔ سچائی ہی سمجھتے ہوں گے مگر اگر پاک انسان کی صحبت میں وہ زندگی بسر کریں، کچھ دن ٹھہریں تو ان کا صدق نورانی ہو جائے گا اور نور جس پردے میں بھی ہو نور ہی نور ہے۔ وہ پردوں کے ماوراء کو روشن کر دیتا ہے۔ ظلمات، نور پر قابض نہیں ہو سکتے۔ پس سچائی کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف کیفیتیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب تک تمہارا سچ نورانی نہ ہو جائے اس وقت تک تم الٰہی نور سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پھر حج کے مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ مونہہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا اوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔“

”کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے“ کیا مراد ہے؟ بہت سے ایسے حاضرین میرے سامنے بیٹھے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زمینوں پر میرے اس پیغام کو سن رہے ہیں جنکو زیادہ اردو سے واقفیت نہیں۔ اور ہو سکتا ہے ترجمہ کرنے والے جو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں وہ بھی یہ لفظ نہ سمجھ سکیں۔ سلوک سے مراد ایک خاص اصطلاح ہے۔ خدا کی راہ میں ایک منزل سے دوسری منزل اور دوسری سے تیسری کی طرف ایک مستقل جاری سفر۔ اس لئے ہر مقام جس پر اس سفر میں انسان پہنچتا ہے اسے سلوک کی منزل کہا جاتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سلوک کی آخری منزل کوئی بھی نہیں۔ ایک لامتناہی سفر ہے مگر اس دنیا میں ایک ایسا مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ میرے سفر کا منتہیٰ، جہاں تک میں پہنچ سکتا تھا وہ یہاں جا کے مجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہاں تمام سلوک کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ اس کا سمجھنا اس لئے ضروری ہے تاکہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا کوئی غلط مطلب دل میں نہ جما لیں۔ سلوک کی راہیں لامتناہی ہیں مگر ہر انسان کو سلوک میں ایک درجہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سلوک اگرچہ ایک جاری سفر ہے مگر درجہ کمال کے ساتھ پھر جاری ہوتا ہے۔

سفر کے مختلف طریق ہیں۔ کبھی گر پڑ کر آپ سفر اختیار کرتے ہیں۔ کبھی سبک قدموں کے ساتھ وہ سفر جاری رکھتے ہیں۔ کہیں سفر کے تمام فوائد سے استفادہ کر رہے ہیں کہیں کئی قسم کے عوارض لاحق ہیں۔ سفر ہے مگر اس سفر کی لذت یابی سے محروم ہیں۔ کئی ایسے سفر ہیں جہاں خوش مناظر آپ کے دل پر قبضہ کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں کو لذت دیتے ہیں لیکن اگر بیمار ہوں اور تکلیف میں مبتلا ہوں تو انہیں مناظر کا سفر آپ کو کوئی بھی لذت نہیں پہنچاتا بلکہ محرومی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں ”کمال سلوک“ کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں مراد یہ نہیں ہے کہ حج کے بعد آگے پھر سفر نہیں ہے۔ حج پر جا کر آپ کو سفر کے اسلوب آجائیں گے۔ اگر حج سے **استفادہ کریں گے تو خدا کی راہ میں سفر کرنے کا** بہترین طریق آپ کو میسر آئے گا یہ مراد ہے جو حضورؑ فرما رہے ہیں ”جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے“ یعنی سفر کا آخری مرحلہ نہیں، سفر کے انداز کے کمال کا آخری مرحلہ ہے۔

”سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو۔ نہ عزیز و اقرباء سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح یہ بھی کچھ کرنے سے دریغ نہ کرے۔“

پس کمال سلوک سے مراد یہ ہے کہ سفر، محبت کی اس آخری کیفیت میں اختیار کیا جائے اور جاری رکھا جائے جس تک ہر انسان کی رسائی ہے۔ ہر شخص ایک سی محبت نہیں کر سکتا۔ ہر شخص کی محبت کرنے کی صلاحیتیں مختلف ہیں اور ان صلاحیتوں کا اس کے ذوق سے بھی تعلق ہے۔ پس جہاں کمال سلوک کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر انسان کے اندر اس کی ایک کمال کی حد مقرر ہے اور وہ اپنا سفر اس حد سے ورے بھی شروع کر سکتا ہے۔ اس حد تک پہنچ کر اپنے سفر کو اپنے منتہیٰ تک پہنچا سکتا ہے۔ پس حج سے تمہیں وہ چیز میسر آئے گی جو تمہارے سلوک کو کمال بخشے گی اور وہ کیا چیز ہے۔ وہ عشق الٰہی ہے کیونکہ کسی عبادت کا آخری مقصد ایسا نمایاں اور ظاہر و باہر عشق نہیں ہے جیسے حج کی عبادت اپنے مناسک کے ساتھ آپ پر یہ مضمون ظاہر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج میں سر کے بال منڈوانے کا مضمون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج میں ایک چادر اوڑھ کر خدا کی راہ میں ننگے پاؤں دوڑنے بھاگنے کا مضمون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض یادیں جن مقامات سے وابستہ ہیں ان مقامات کا دیوانہ وار چکر لگانا حج کہلاتا ہے اور یہ تمام دنیا کی قوموں میں قدر مشترک ہے۔

ہندوؤں کے مقدس مقامات پر مثلاً جگناتھ پوری میں بتلایا جاتا ہے کہ جب جگناتھ کا رتھ وہاں سے نکلتا ہے تو لاکھوں عشاق دیوانے ہو جاتے ہیں ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور سینکڑوں ایسے ہیں جو رتھ کی راہ میں گرتے ہیں، اپنے بدن ڈال دیتے ہیں اور وہ رتھ ان کو بچانے کے لئے رکتی نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو اس راہ میں شہید ہوا وہ اپنے مقصد کو پا گیا، وہ اللہ کے عشق کو پالے گا اور اس طرح سینکڑوں آدمی وہاں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ تو یہ عشق کا مضمون ہر حج سے وابستہ ہے اور سب سے زیادہ اس کا تعلق بیت اللہ کے حج سے ہے۔ تمام تر انسان دنیا سے قطع تعلق ہو کر عاشقانہ حالت میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کپڑوں کا خیال ترک کر کے ایک چادر میں سفر کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے، نہ اپنوں کی ہوش، نہ اقرباء کا خیال، نہ دوستوں کا تعلق، نہ دنیا کی متاع کا تصور اس کے دل پر قابض رہتا ہے۔ سب تعلقات کے رشتے منقطع کر کے وہ خدا کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور کیا دیکھتا ہے اور کیا پاتا ہے۔ کن جگہوں کی سعی کرتا ہے کن میدانوں میں جا کے ڈیرے ڈال لیتا ہے۔ کن پہاڑوں کے دامن میں وہ ذکر الٰہی بلند کرتا ہے اور کس جگہ جا کر وہ سر منڈاتا اور قربانیاں پیش کرتا ہے۔ یہ سارے مضامین ہیں جن کا کچھ کچھ علم تو ہمیں ہے لیکن ان کی کنہہ کا راز آج تک نہ اٹھایا گیا، نہ شاید کبھی انسان کو معلوم ہو سکے۔ ایک مرکزی بات ہے یہ عشق، اور بعض بہت ہی محبوب خدا کے بندوں کی حرکتیں تھیں جن حرکتوں کو، جن کی اداؤں کو، زندہ رکھا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہ وہی مضمون ہے جس کو ایک عرب شاعر یوں بیان کرتا ہے:

الا حی لیلی و اطلالها
ورملة ریا و اجبالها

کہ دیکھو دیکھواے جانے والے جب تم لیلیٰ کے مقام اور اس کے ٹیلوں کو دیکھنا جہاں میری محبوبہ لیلیٰ کچھ عرصہ زندگی بسر کر چکی ہے یا وہاں سے گزر چکی ہے۔ جن فضاؤں میں وہ سانس لے چکی ہے تو اسے میرا سلام کہنا، ان ٹیلوں کو میرا سلام کہنا، ”و رملة ریا“ اور ریا رملہ کے مقام اور اس کی پہاڑیوں کو میرا سلام کہنا کیونکہ وہاں میری محبوبہ نے کچھ وقت گزارا ہے اور وہاں اس فضا میں اپنے سانس لئے ہیں۔

تو خانہ کعبہ کے حج پر جب لوگ جاتے ہیں تو انہیں معلوم نہیں کہ کون کون خدا کے پیارے تھے جنہوں نے کیا کیا عاشقانہ حرکتیں کی تھیں۔ مگر چونکہ وہ قدیم ترین مقام ہے جہاں سے اللہ کی محبت میں فدائیت کے اظہار کا آغاز ہوا تھا اس لئے خدا ہی جانتا ہے کہ کس کس مذہب کے بانی وہاں سے گزرے ہیں اور بعد میں وہ کن کن مذاہب کے نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کا ذکر بہت طویل ہوگا اور ان میں سے بہت سے ایسے مذاہب ہیں جن کو ہم جانتے ہیں ان کے بانی ہوں گے جن کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ ان مقامات پر آئے اور والہانہ عشق کا اظہار کیا۔ بعض جگہ پڑاؤ ڈال کر بیٹھ گئے۔ بعض جگہ انہوں نے سر منڈائے۔ بعض جگہ قربانیاں پیش کیں۔ بعض جگہ دیوانہ وار گھومے اور طواف کے ذریعے اپنے عشق کا اظہار کیا۔ تو ایک ہی مضمون ہے یعنی عشق کا مضمون۔ تمام زمانوں پر پھیلا پڑا ہے۔ عتیق زمانے سے لے کر آج تک یہی مضمون ہے جو عبادت پر غالب ہے، جو خدا کے تعلق کے ہر رشتے پر غالب ہے، وہی ہے جو بنی نوع انسان کے تعلق میں تبدیل ہوتا ہے اور یہی حج کی روح ہے۔

پس اگر اس حج کی روح کو قائم رکھنا ہے تو آپ کو تمام دنیا میں ان بنیادی صفات کو قائم کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے اور حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے

مضمون سے بغاوت کرنا ہے، مذہب کی روح سے بغاوت کرنا ہے۔ پس اللہ کے عشق میں ایسا کھوئے جائیں کہ وہ مقامات جہاں خدا کے پیارے بندوں نے سانس لئے ہیں وہ بھی پیارے لگنے لگیں۔ وہ پہاڑ، وہ ٹیلے، وہ میدان، جہاں دیوانہ وار خدا کے عاشق گھومتے پھرتے رہے، ان مقامات کو دیکھیں تو خدا کی محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ ان مقامات میں سانس لیں اور "الله اکبر الله اکبر لا اله الاالله والله اکبر الله اکبر و لله الحمد" کے ترانے سنیں۔ یہ صدا بلند ہوتی، یہ عشق کی صدا بلند ہوتی دیکھیں اور سنیں تو آپ کے دلوں پر جھرجھری طاری ہو جائے۔ آپ کے وجود پر ایک زلزلہ آجائے اور یہ سب کچھ عشق کے نتیجے میں ہو اور پھر جہاں بھی خدا کے عشق کرنے والے بندے اس طرح اپنے اپنے مقامات پر، اپنے اپنے مقدس مقامات پر حج کر رہے ہوں ان کے لئے دلوں میں نفرت اور تکبر کی وجہ سے ان کو نیچا دیکھنا آپ کے تصور میں بھی نہ آئے۔ وہ بھی اپنے اپنے خیالات میں چاہے صحیح تھا یا غلط اس حج کی تیاری کر رہے ہیں جس حج نے بالآخر عالمگیر ہونا ہے۔ اس حج کی تیاری کے لئے ان کو یہ طریق سکھائے گئے ہیں، یہ مناسک سکھلائے گئے ہیں جو تمام دنیا کی امتوں کو سکھائے گئے اس لئے کہ بالآخر جب امت واحدہ بنائی جائے گی، محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ پر تمام دنیا کے تمام عالمین کے لوگ ایک ہاتھ اور ایک جھنڈے تلے جمع ہوں گے وہ حج اکبر کے دن ہوں گے۔

آپ اے احمدی جماعت! آپ کو اس کام پر مامور بنایا گیا ہے، آپ کو اس اعلیٰ مقصد کا خادم مقرر فرمایا گیا ہے اور میں ادنیٰ سے شبہ کے بغیر، کامل یقین سے خدا کو گواہ ٹھہرا کر بتاتا ہوں کہ وہ حج جو آئندہ زمانوں میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے نتیجے میں خدا کے ہاں جب مقبولیت حاصل ہو گی ان کو اس کے نتیجے میں بالآخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر تمام بنی نوع انسان کریں گے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ان معنوں میں کہ عاشق صادق سب عاشقوں سے بڑھ کر آپؐ ہیں) آپؐ سے عشق کے رنگ سیکھتے ہوئے وہ حج ادا کریں گے جو عالمگیر ہو گا، جو آئندہ زمانوں میں لازماً ہو گا، وہ حج ہے جو حقیقت میں محمد رسول اللہ کے ادا کئے ہوئے حجوں کے بعد حج اکبر ہو گا جس سے تمام دنیا کے انسان اکٹھے ہو جائیں گے۔ ان کو اکٹھا کرنے کے انداز آپ نے سکھانے ہیں، ان کو اکٹھا ہونے کی تربیت آپ نے انہیں دینی ہے اور وہ وہی صفات حسنہ ہیں جن کا ان آیات میں بیان ہوا ہے۔ ان صفات حسنہ کے آپ پجاری بن جائیں، ان کے خادم بن جائیں، ان کا پرچار کرنے والے ہو جائیں، ان کے منادی بن جائیں، تب دنیا کو ایک ہاتھ پر، ایک جگہ اکٹھا کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے گی۔ وہ خانہ کعبہ جو بیت عتیق تھا وہ اول بھی ہو گا اور آخر بھی ہو گا اور اس طرح وہ مضمون جو آغاز آفرینش سے شروع ہوا تھا وہ اپنے منتہیٰ کو پہنچے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں وہ توفیق نصیب ہو کہ کام بہت مشکل ہے، ہم بہت کمزور ہیں مگر دعاؤں کی برکت سے، اپنی اقدار کی حفاظت کرتے ہوئے، آپ مسلسل اس سفر میں عشق کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب فرمائے گا۔

اب اس کے بعد میں بعض دعاؤں کی تلقین کرتا ہوں۔ وہ تمام نفرتیں جو انسان کو دوسرے انسان سے بانٹے ہوئے ہیں وہ تمام مظالم جو طاقتور قوموں کی طرف سے کمزور اور مجتی قوموں پر برپا کئے جا رہے ہیں آج کے دن خصوصیت سے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ ظالموں کو ظلم سے رکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مظلوموں کا حامی ہو اور مظلوموں کی حمایت میں اور بنی نوع انسان کو کھڑا کرتا چلا جائے تاکہ وہ بے سہارا نہ رہیں۔ اللہ ہی کی تائید ہے جو انسانی تائید کی صورت میں یا فرشتوں کی تائید کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی ہے۔ سب سے اول میرے نزدیک بوزنیا کے مظلوم ہیں۔ پھر کشمیر کے مظلوم ہیں، پھر اور قوموں کے مظلوم ہیں۔ بنی نوع انسان بحیثیت بنی نوع انسان میرے پیش نظر ہیں۔ کوئی سیاست میرے سامنے نہیں۔ نہ اس وقت ہندوستان میرے سامنے ہے نہ پاکستان میرے سامنے ہے۔ کچھ ظلم ہندوستان میں ہو رہے ہیں، کچھ ظلم پاکستان میں ہو رہے ہیں، کچھ بوزنیا میں ہو رہے ہیں، کچھ فلسطین میں ہو رہے ہیں۔ کچھ دنیا کی دوسری قوموں میں دوسرے مقامات پر ہو رہے ہیں۔ پس ظلم کے خلاف جہاد ہے جو میرے پیش نظر ہے سیاست کا میرے ذہن میں دور تک کوئی تصور بھی موجود نہیں۔ عالمگیریت کے نقطہ نگاہ سے، جماعت احمدیہ عالمگیر کی امامت کا حق ادا کرتے ہوئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ظلم کے خلاف دعاؤں سے اپنے جہاد کا آغاز کریں کیونکہ ایک کمزور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ ظلم کے ہاتھ روک سکے۔ جب ایک انسان بے بسی میں دوسرے کا دکھ محسوس کرتے ہوئے اور بھی زیادہ دکھی ہو جاتا ہے کیونکہ ایک تو اس کے بھائی کا دکھ ہے، دوسرے بے اختیاری کا دکھ ہے اور بے اختیاری کا دکھ سب سے بڑا دکھ ہوا کرتا ہے۔ بعض مظالم بوزنیا میں ایسے کئے گئے کہ باپوں کو باندھا گیا اور ان کے سامنے ان کی بیٹیوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کی بیویوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کے بچوں کے سر کاٹے گئے یا دیواروں کے ساتھ پھوڑے گئے اور یہ سارے مظالم اس بے بسی کے عالم میں آپ اندازہ کریں کیا محشر برپا کر چکے ہوں گے۔ کیا حشر ان کے دلوں پر برپا کر چکے ہوں گے۔ پس ایک تو ظلم کو دیکھنا بہت تکلیف کا موجب ہے لیکن پھر بے بسی، وہاں صبر کام آتا ہے اور صبر چونکہ اللہ کی خاطر ہوتا ہے اس لئے صبر ہمیشہ دعاؤں سے ڈھلتا ہے۔ پس ان معنوں میں آپ صبر کے ساتھ ساری دنیا کی قوموں کے لئے دعا کریں۔ خدا کرے کہ یہ دنیا ظلم سے پاک ہو جائے۔ جب تک یہ دنیا ظلم سے پاک نہ ہو، صداقت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی، آپ کی ساری کوششیں بے کار جائیں گی۔ آپ ظالموں کے دلوں کو خدا کی محبت میں تبدیل نہیں کر سکتے جب تک ظلم ان کا پیچھا نہ چھوڑے، جب تک ظلم کی ناپاکی اور فسق و فجور ان کے دلوں سے دھو کر الگ نہ کر دئے جائیں۔ پس آئیے ہم سب مل کر خدا سے عرض کرتے ہیں، اس کے حضور یہ التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس دنیا کو ظلم سے پاک کر اور عدل سے بھر دے، ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہماری ادنیٰ کوششیں تیرے ہاں مقبولیت پائیں اور تیری تقدیر یہ کام کر کے دکھائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہو کیونکہ جب تک ایسا نہ ہو اسلام کا عالمگیر غلبہ ممکن نہیں ہے۔ (بشکریہ الفضل لندن)

درخواستہائے دعا

☆ مکرم عبد العزیز صاحب ٹورانٹو (کینیڈا) دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ صاحبہ ربوہ (پاکستان) میں عرصہ سات سال سے فالج کی مریضہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے شفا عطا فرمائے اور ہمیں یہاں کینیڈا میں ہر شر اور مشکل سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بچوں کو خادم دین بنائے۔ (مینجر بدر)

☆ میری دیورانی مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الشکور خان صاحب حیدر آباد ایک لمبے عرصہ سے بوجہ گردوں کی خرابی بیمار چلی آرہی ہیں۔ اب گردہ بدلنے کے اسباب پیدا ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں مدد فرماتے ہوئے انہیں صحت والی زندگی عطا کرے۔ (مبارکہ عزیز حیدر آباد)

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور پرنور کی دعاؤں سے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر زبیر احمد کو امسال بی۔یو۔ایم۔ایس کے سال آخر میں RGUHS بنگلور سے اول درجہ میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو یہ کامیابی مبارک فرمائے اور بہتر رنگ میں انسانی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

(محمد اسحاق منڈے۔ بی۔کام تیماپور۔)

☆ خاکسار کے بیٹوں اطہر جاوید اور اظہر جاوید کی پڑھائی کی تکمیل اور اس میں نمایاں کامیابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ یہ دونوں بچے مرحوم عبد السلام صاحب آف بنارس کے پوتے اور مرحوم محمد مجید صاحب کانپور کے نواسے ہیں۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (سائرہ پروین۔ شملہ (ہماچل))

☆ مکرم شوکت احمد صاحب ماگرے ابن ماگرے غلام محی الدین صاحب آف رشی نگر کشمیر اپنے والدین، بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی، دینی و دنیاوی ترقیات نیز اپنی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (عاشق حسین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

اعلان نکاح

مکرم سید لقمان احمد صاحب شموگہ کا نکاح مبلغ آٹھ ہزار ایک صد ایک روپے حق مہر پر عزیزہ شمیمہ وی۔ایچ بنت کے۔ایم۔ حسین صاحب ساکن مرکرہ کے ساتھ ہوا ہے۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (سید الیاس احمد شموگہ)

☆ مکرم ظہور احمد صاحب تیر گھر ولد مکرم عبد القیوم صاحب تیر گھر کا نکاح عزیزہ اسماعیلہ بیگم بنت مکرم بابو میاں صاحب حیدر آباد سے مبلغ ۵۵۵۵ روپے حق مہر پر مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ یادگیر نے مورخہ ۲۰۰۲-۱-۴ کو پڑھا۔ رشتہ کے ہر دو خاندانوں کے لئے باعث برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (نور الحق ہوڈڑی سیکرٹری مال یادگیر)

سال 2002ء میں تبلیغی و تربیتی جلسے

جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت، مبلغین کرام اور معلمین کرام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے دوران سال ۲۰۰۲ء درج ذیل تفصیل کے مطابق تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔

سیرت النبی ﷺ کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ مقامی سہولت کے مطابق ان کی تاریخوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ	۲۰ فروری ۲۰۰۲ء
جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام	۲۳ مارچ ۲۰۰۲ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۲۸ اپریل ۲۰۰۲ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۲۵ مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول
جلسہ یوم خلافت	۲۷ مئی ۲۰۰۲ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۳۰ جون ۲۰۰۲ء
ہفتہ قرآن مجید	۱ تا ۷ جولائی ۲۰۰۲ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۲۵ اگست ۲۰۰۲ء
جلسہ پیشوایان مذاہب	۲۹ ستمبر ۲۰۰۲ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۱۲ تا ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۲ء

امراء کرام و صدر صاحبان جماعت سے گزارش ہے کہ مذکورہ تمام جلسوں کو ان کی شایان شان رنگ میں منعقد کریں اور خاص طور پر نئی نسل اور نو مبائعین کو ان اجلاسات میں منظم طریق سے شریک کریں تا انہیں بھی ان جلسوں کی اہمیت اور برکات کا علم ہو۔ اور پھر ان جلسوں کی رپورٹیں نظارت اصلاح و ارشاد میں بھجواتے رہیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

..........اور..........

حج بیت اللہ

سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1912ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ امسال یوم مصلح موعود اور یوم الحج ساتھ ساتھ آ رہے ہیں لہٰذا اس مناسبت سے حضرت مصلح موعودؓ کے سفر حج بیت اللہ کو ذیل میں تاریخ احمدیت کے حوالہ سے پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

آپ یکم نومبر کو جدہ پہنچے اور سیٹھ ابو بکر صاحب کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ جدہ سے ایک خط میں لکھا "خدا کے فضل سے مصر ہو کر احرام کی حالت میں جدہ پہنچ گئے ہیں۔ اللہ اللہ کیا پاک ملک ہے۔ ہر چیز کو دیکھ کر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ خدا کی رحمتیں اس زمین پر بے شمار ہی معلوم ہوتی ہیں۔ احباب قادیان کیلئے احمدی جماعت ... کیلئے اسقدر دعاؤں کی توفیق ملی ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ میں نے احمدی جماعت کیلئے اس سفر میں اسقدر دعائیں کی ہیں کہ اگر وہ اسکا اندازہ لگا سکیں تو ان کے دل محبت سے پگھل جائیں۔ لیکن لَا یَعْلَمُ اَسْرَارَ الْقُلُوْبِ اِلَّا اللّٰہ ..... تبلیغ کے متعلق بھی بڑی کامیابی معلوم ہوئی ہے۔ لوگ بڑے شوق سے باتیں سنتے ہیں۔ عام ضروریات اسلام اور سلسلہ کے متعلق میں لوگوں کو سناتا رہتا ہوں۔ کئی لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ غور کریں گے اور مجھ سے خط و کتابت کریں گے۔ اگر کوئی ان بلاد میں آ کر رہے تو انشاء اللہ بہت کامیابی ہوگی۔ کیونکہ تعصب اور حسد سے خالی ہیں۔ فی الحال پوسٹ ماسٹر مدینہ کی معرفت مجھے خط مل سکے گا۔"

چھ دن جدہ میں قیام کے بعد آپ سات نومبر کو حضرت نانا جان سمیت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ مکہ معظمہ جاتے ہوئے آپ نے ایک نظم بھی کہی جس کے چند اشعار یہ تھے:

دوڑے جاتے ہیں باامید تمنا سوئے باب
شاید آجائے نظر روئے دل آراء بے نقاب
یا الٰہی آپ ہی اب میری نصرت کیجئے!
کام لاکھوں ہیں مگر ہے زندگی مثل حباب
میری خواہش ہے کہ دیکھوں اس مقام پاک کو
جس جگہ نازل ہوئی مولیٰ تیری امّ الکتاب
میرے والد کو بھی ابراہیم ہے تو نے کہا
جس کو جو چاہے بنائے تیری ہے عالی جناب
ابن ابراہیم بھی ہوں اور تشنہ لب بھی ہوں
اس لئے جاتا ہوں میں مکہ میں باامید آب

جونہی خانہ کعبہ پر نظر پڑی تو آپ کو حضرت خلیفہ اوّل کا واقعہ دعا یاد آ گیا۔ اور آپ نے بھی یہی دعا کی کہ یا اللہ اس خانہ کعبہ کو دیکھنے کا مجھے روز روز کہاں موقعہ ملے گا۔ آج عمر بھر میں قسمت سے موقعہ ملا ہے پس میری تو دعا یہی ہے کہ تیرا اپنے رسول ﷺ سے وعدہ ہے کہ اس کو پہلی دفعہ حج کے موقع پر دیکھ کر جو شخص دعا کرے گا وہ قبول ہوگی میری دعا تجھ سے یہی ہے کہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں۔ آپ نے حضرت نانا جان کے ساتھ عمرہ کیا اور اس موقع پر اہل قادیان، جماعت احمدیہ اور اسلام کی سربلندی کیلئے بہت دعائیں کیں اور جس قدر ہو سکا دوستوں کا نام لے لے کر دعائیں کیں۔

اگلے روز آپ نے مکہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا "خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقع دیا۔ کل جب مکہ کی طرف اونٹ آ رہے تھے دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا۔ اور جوں جوں قریب آتے تھے دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکومت اور ارادہ کے ماتحت کہاں کہاں سے کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستے میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کر لیں۔ پھر خیال ہوا حج کے دن ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ غرضیکہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا۔ مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کیلئے دعائیں بھی کی تھیں۔ لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ کیونکہ وہاں کے راستہ کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہوا کہ مصر جانا اور راستہ میں مکہ کو ترک کر دینا ایک بے حیائی ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکہ تک کا سفر نہایت کٹھن ہے۔ اور میر صاحب تو قریباً بیمار ہو گئے۔ اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے۔ لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانیاں بھی چاہتی ہیں۔ اس بری نعمت کیلئے یہ تکلیف کیا چیز ہے۔ مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے۔ لیکن چند دن کی تکلیف ان پاک مقامات کو دیکھنے کیلئے جہاں رسول کریم فداہ ابی و امی نے اپنی بعثت نبوت کا ایک روشن زمانہ گزارا کیا چیز ہے۔ میرا تو دل اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر قربان ہو رہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اس جگہ لے آیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اول تو اس جہاز سے جو مصر جاتا تھا رہ گئے لیکن بعد میں جب اسرار کر کے دوسرے جہاز میں سوار ہوئے تو مصر پہنچتے ہی خواب آیا کہ حضرت صاحب یا آپ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح۔ ناقل) فرماتے ہیں فوراً مکہ چلے جاؤ پھر شاید موقع ملے کہ نہ ملے۔ چنانچہ دو جہاز چلے گئے اور ہم ان میں سوار نہ ہو سکے۔ جس سے خواب کی تصدیق ہو گئی۔ اس طرح مصر کی سیر بھی نہ کر سکے۔ اور جب مکہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اب مصر نہیں جا سکتے۔ کیونکہ گورنمنٹ مصر کا قاعدہ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو مصر کے باشندہ ہوں حج کے بعد چار ماہ تک کوئی شخص حجاز و شام سے مصر نہیں جا سکتا...... اب اس صورت میں مصر واپس جانا فضول معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تو ان سب واقعات کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ منشائے الٰہی مجھے حج کروانے کا تھا اور مصر کا خیال ایک تدبیر تھی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر قربان ہوں کہ میرے جیسے گناہ گار انسان کی کیا حقیقت تھی کہ اس پر اسقدر لطف و عنایت کی نظر ہوتی اور اس طرح اسے ایسے پاک مقامات کی زیارت کروائی جاتی۔ مگر خدا تعالیٰ کا پیار بھی اپنے بندوں سے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ وہ تو محسن ہے مگر ہماری طرف سے ناشکری ہوتی ہے۔ کل عمرہ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے امید سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق دی۔ اور میں نے حتی المقدور حضور کیلئے حضور کے خاندان کیلئے کل احمدی جماعت اور اسلام اور مسلمانوں کیلئے دعائیں کیں۔ زیارت بیت اللہ کے وقت بھی اور صفا و مروہ کی سعی کے وقت بھی خصوصاً جماعت کی ترقی اور آپس کے اتحاد و مودت کیلئے وَاللّٰهُ الْمُجِیْب مکہ میں آپ کو ایک رؤیا ہوا کہ "ایک جگہ ہوں اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں۔ آسمان سے سخت گرج کی آواز آ رہی ہے۔ اور ایسا شور ہے جیسے توپوں کے متواتر چلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ کچھ دیر کے بعد آسمان پر روشنی پیدا ہوئی ہے۔ اتنے میں اس دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا گیا ہے۔ میں نے میر صاحب کو پوچھا آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے کہا ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد باآواز بلند کسی نے کچھ کہا جس کا مطلب یاد رہا۔ کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیرات ہو رہے ہیں جن کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے بعد اس نظارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کھل گئی"

یہ خواب اپنے خط میں حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں لکھتے ہوئے تحریر فرمایا۔ "اس طرف کے لوگوں کی دین سے بے پرواہی اور خودی کو دیکھ کر دل پر ایک ایسا اثر ہوا ہے کہ کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ حضور کیلئے والدہ عبدالحیٔ، عبدالحیٔ، امۃ الحیٔ، عبدالسلام، عبدالوہاب، عبدالمنان اور والدہ امۃ الرحمان کیلئے برابر ہر موقع میں دعا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو اس کی درگاہ بہت عالی ہے۔ میری طبیعت کی کمزوری کچھ نہ کچھ چلی ہی جاتی ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ ایک متوحش نظارہ برابر دیکھ رہا ہوں جب دعا کرتا ہوں وہی بات اور رنگ میں دکھائی جاتی ہے۔ قریباً ۵۔۷ دفع دیکھا ہے۔ کل اونٹ پر جاگتے ہوئے کشفی رنگ میں دیکھا"

مکہ میں آپ کی خبر آناً فاناً مشہور ہو چکی تھی اور ہر جگہ آپ کا چرچہ ہونے لگا تھا۔ آپ جہاں سے گزرتے لوگ بعض دفعہ اشارہ کر کے ایک دوسرے کو بتاتے تھے کہ 'ابن قادیانی' (قادیانی کا لڑکا) لوگوں میں علماء نے بہت غلط باتیں بتا رکھیں تھیں۔ مثلاً حضرت اقدس نعوذ باللہ شرعی نبوت کے مدعی ہیں۔ نیز آپ نے جہاد کو قطعی حرام قرار دے دیا ہے۔ ایک شخص نے جو رشتہ میں آپ کے ماموں تھے اور بھوپال کے رہنے والے تھے۔ بھوپال کے ایک رئیس (خالد نامی) کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف سخت شورش بھی شروع کر دی۔ اور لوگوں کو یہ کہہ کر بھڑکانے لگے کہ یہ قادیانی کفر پھیلاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اہلحدیث مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو (جو اس سال حج کو گئے تھے) مباحثہ کیلئے آمادہ کر لیا۔ مقصد یہ تھا کہ مکہ میں باقاعدہ حکومت کوئی نہیں۔ اگر مباحثہ ہوا تو لوگ جوش میں آ کر انہیں قتل کر دیں گے۔ اس شخص نے یا اس کے ساتھیوں نے گورنمنٹ حجاز کو بھی توجہ دلائی کہ آپ کے خلاف فوری کارروائی کرے۔ اور اس "فتنہ" کو بڑھنے سے روکے۔ عبدالحیٔ عرب صاحب کے پاس جب مولوی ابراہیم صاحب کی دعوت مباحثہ پہنچی تو عرب صاحب نے پیغام لانے والوں کو جواب دیا کہ ہم یہاں مباحثات کیلئے نہیں آئے۔ حج کی غرض سے آئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس اشتعال انگیزی کا ابھی تک کوئی علم نہ تھا۔ ایک دن آپ ایک عرب عالم مولانا عبدالستار کبتی کو جو شریف مکہ کے بچوں کے استاد تھے تبلیغ کیلئے گئے۔ وہ عقیدۃً اہل حدیث تھے۔ مگر چونکہ ان دنوں اہل حدیثوں کو سخت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس لئے وہ اپنے تئیں حنبلی ظاہر کرتے تھے۔ آپ کافی دیر تک انکو تبلیغ کرتے رہے۔ آخر وہ کہنے لگے آپ نے مجھے تو تبلیغ کر لی ہے اور آپ کی باتیں بھی معقول ہیں۔ لیکن میرے سوا کسی اور کو تبلیغ نہ کریں۔ ورنہ آپ کی جان کی خیر نہیں۔ اور خطرہ ہے کہ کوئی شخص آپ پر حملہ نہ کر بیٹھے یا حکومت ہی آپ کو قید نہ کر دے۔ پھر اس نے آپ کے غیر احمدی ماموں کا نام لیا کہ اس نے آپ کے خلاف اشتہار دیا یا دلوایا ہے۔ اور لکھا کہ اگر انہیں اپنے دعاوی کی صداقت پر یقین ہے تو مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مباحثہ کر لیں۔ مولانہ عبدالستار صاحب فرمانے لگے میں نے مولوی سیالکوٹی صاحب سے کہا ہے کہ کہیں جوش میں آ کر مباحثہ نہ کر بیٹھنا کیونکہ یہاں احمدیوں سے

زیادہ اہل حدیثوں کی مخالفت ہے احمدیوں کے خلاف کسی کو اشتعال آیا یا نہ آیا مگر تمہارے خلاف ضرور لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرف سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں انہوں نے ایک عالم کا نام لیا کہ اسے تو بالکل تبلیغ نہ کرنا آپ نے ان کو بتایا کہ میں تو اسے ایک گھنٹہ تبلیغ کر کے آرہا ہوں۔ وہ حیران ہو کر بولے پھر کیا ہوا آپ نے فرمایا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ غصہ اور جوش کی حالت میں کہہ دیتے تھے کہ نہ ہوئی تلوار ہمارے قبضہ میں ورنہ تمہارا سر قلم کر دیتا۔

غرض مکہ میں مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور وعدوں کے مطابق آپ کے غلام کی آواز پوری قوت اور شوکت سے آخری دم تک پہنچاتے رہے۔

مکہ کی مقدس سرزمین نے آپ کی روحانیت پر جو گہرا اثر ڈالا۔ اس کا ذکر اپنے ایک خط میں جو مکہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ہی کے نام لکھا یوں فرماتے ہیں:-

”اگرچہ جسمانی طور سے تو اس سفر میں بہت تکلیف ہوئی ہے اور میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے لیکن رُوحانی طور سے بہت اصلاح معلوم ہوتی ہے سرزمین مکہ کی ہر ایک اینٹ اور ہر ایک مکان اور ہر ایک آدمی اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت ہے اس وادیٔ غیر ذی زرع میں کیا کچھ سامان لاکر اکٹھا کر دیا ہے کعبہ بھی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہر وقت سینکڑوں آدمی گھوم رہے ہیں اور عملی طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکام پر قربان کرنے کا اشارہ کر رہے ہیں پھر اس سرزمین سے کیسا پاک انسان خاتم الرسلؐ پیدا ہوا۔ اس نے دین حق کے لئے کیا کیا کوششیں کیں کس طرح اپنے آپ کو راہِ الٰہی میں قربان کر دیا۔ ہزاروں اثرات ہیں جو دل پر ہوتے ہیں اور نیکی اور تقویٰ کی تحریک کرتے اور ممد ہوتے ہیں۔ دعاؤں کی تحریک بھی بہت ہوتی ہے......

نیز لکھتے ہیں۔”دعاؤں سے رغبت اور دعاؤں کا القا اور رحمت الٰہی کے آثار جو میں نے اس سفر میں خصوصاً مکہ مکرمہ اور ایام حج میں دیکھے ہیں وہ میرے لئے بالکل ایک نیا تجربہ ہے اور میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا ہے کہ اگر انسان کو توفیق ہو تو وہ بار بار حج کرے۔ کیونکہ بہت سی برکات کا موجب ہے۔“

حج کے روز آپ کی طبیعت جو مسلسل سفر اور کام کی وجہ سے نڈھال ہو گئی تھی خدا کے فضل سے صاف ہو گئی اور حج کا فریضہ نہایت عمدگی اور خیریت کے ساتھ ادا ہوا۔ میدانِ عرفات میں قریباً چار گھنٹہ سے زیادہ آپ کو دعا کا موقع ملا۔ اور رحمت الٰہی کے آثار ایسے نظر آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا تمام دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی دُعائیں القا ہوتی تھیں جو کبھی وہم بھی نہ آئی تھیں۔ آپ نے ان مبارک لمحات میں قادیان کے دوستوں کے لئے ہر ایک کا نام لے لے کر دعائیں کیں۔ اور ہر ایک مقام پر کیں۔

مکہ میں آپ کو تبلیغ کے بہت سے نئے تجربات ہوئے۔ آپ شریف مکہ سے بھی ملے آپ کا ارادہ حج کے بعد کچھ عرصہ اور قیام کرنے کا تھا۔ مگر ایک تو آپ بیمار ہو گئے۔ دوسرے حج ختم ہوتے ہی مکہ میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔ جو اتنا شدید تھا کہ لوگ گلیوں میں مُردوں کو پھینک دیتے تھے اور دفن کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا تھا یہ دیکھکر حضرت نانا جان گھبرا گئے اور انہوں نے کہا ہمیں جلدی واپس چلنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ آخری ملاقات کے لیے جب اس غیر احمدی ماموں کی طرف گئے تو معلوم ہوا کہ منیٰ سے واپسی پر وہ ہیضہ کے حملہ کی تاب نہ لاکر تھوڑی دیر میں ہی فوت ہو گئے ہیں۔

جب آپ جدّہ پہنچے تو جدہ کے انگریزی قونصل خانہ میں بھی آپ کے ننھال کے ایک رشتہ دار تھے۔ آپ ٹکٹ کے لئے ان کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو کمپنی کا ملازم سمجھ کر بڑی لجاجت سے کہا کہ ہمارا قافلہ تیس بتیس عورتوں اور مُردوں پر مشتمل ہے اور اس وقت سخت مصیبت کا سامنا ہے مگر ہمیں سب سے زیادہ فکر عورتوں کا ہے ہیضہ کی وجہ سے عورتیں تو پاگل ہو رہی ہیں۔ اگر آپ دس بارہ ٹکٹ خرید دیں تو ہم عورتوں کو یہاں سے رخصت کر دیں۔ آپ نے فرمایا عورتیں اکیلی کس طرح جائیں گی اس پر اس نے کہا کہ آپ دو چار اور ٹکٹ لے دیں۔ تو کچھ مرد بھی ان کے ساتھ جاسکیں اور ساتھ ہی روپوں کی ایک تھیلی آپ کو پکڑوا دی۔ چنانچہ آپ نے اپنے رشتہ دار سے کہا۔ کہ ان لوگوں کی حالت بہت قابل رحم ہے آپ ان کو بھی ٹکٹ لا دیں۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑے ہوئے تھے کہنے لگے کیا میں کوئی ایجنٹ ہوں کہ ٹکٹ لاتا پھروں! مگر آپ نے دوبارہ کہا یہ رحم کا معاملہ ہے آپ ضرور کوشش کریں۔ اور اگر ان کے لئے نہیں تو کم از کم میری خاطر ہی ٹکٹ لا دیں وہ واپس گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں غالباً 17 ٹکٹ لے کر واپس آئے۔ آپ نے وہ ٹکٹ اور باقی روپے کھڑکی میں سے اس شخص کو پکڑا دئے۔ شاید دوسرے ہی دن جب آپ اپنے نانا جان کے ساتھ (منصورہ نامی جہاز پر) سوار ہونے کیلئے گئے جہاز چلنے ہی والا تھا۔ وہ نوجوان جہاز کے دروازہ پر ہی آپ کو ملا اور کہنے لگا آپ نے اتنی دیر لگا دی۔ جہاز تو چلنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی مزدوروں پر زور دے کر جلد جلد آپ کا اسباب جہاز میں رکھوایا۔ پھر بڑی ممنونیت کا اظہار کیا۔ کہ آپ نے بڑا احسان کیا جو ہمیں ٹکٹ لے کر دئے۔ ورنہ ہمارا اس جہاز پر سوار ہونا بالکل ناممکن تھا۔ آپ نے اس کا نام پوچھا تو معلوم ہوا یہ وہی خالد ہے جو مکہ میں بحث و مباحثہ کرا کے آپ کو مار دینے کی سازش میں شریک تھا۔ یہ 25 دسمبر کا واقعہ ہے۔

آپ نے جدہ سے روانہ ہوتے ہوئے قادیان تار دے دیا تھا کہ میں جہاز پر جدہ سے سوار ہوتا ہوں۔ مگر جلسہ پر نہیں پہنچ سکوں گا۔ ہاں یہ پیغام دیتا ہوں کہ کشتی ڈوبنے کے وقت جو حالت ہوتی ہے وہ اس وقت مسلمانوں کی ہے۔ سب دعاؤں میں لگ جائیں میں نے تمام قادیان والوں اور افراد سلسلہ کیلئے بہت بہت دعائیں کیں ہیں۔

6 جنوری 1913 کو منصورہ جہاز جدہ سے بمبئی کے کنارے آ لگا۔ یہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی آپ کی پیشوائی کیلئے پہلے سے موجود تھے۔ 10 جنوری 1913 کو بمبئی سے ریل پر سوار ہوئے اور 12 جنوری 1913 کو لاہور پہنچے۔ احباب لاہور نے آپ کا بڑے اخلاص سے استقبال کیا۔ کہتے ہیں چھ سو کے قریب پلیٹ فارم ٹکٹ تقسیم ہوئے۔ لاہور میں اتفاق واتحاد کے موضوع پر آپ کی تقریر بھی ہوئی۔ احباب امرتسر کے اصرار پر آپ پونے نو بجے گاڑی سے اترے وہاں بھی آپ نے تقریر فرمائی۔ پھر دو بجے کے قریب بٹالہ پہنچے۔ حضرت ام المومنین اپنے پیارے لخت جگر کے استقبال کیلئے بنفس نفیس قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئیں۔ حضرت خلیفہ اول کو آپ کی مراجعت پر جو بے انتہا خوشی ہوئی۔ وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ کے ارشاد سے دونوں اسکولوں میں تعطیل کر دی گئی اور بہت سے دوست اور مدرسہ احمدیہ اور ہائی اسکول کے طلباء قادیان والی نہر تک استقبال کے لئے گئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کیں اور باوجود ضعف وناتوانی کے قادیان سے باہر دور تک آگے تشریف لے گئے۔ قادیان کے بقیہ لوگ جن میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب بھی شامل تھے آپ کے ساتھ تھے چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب قریباً پونے پانچ بجے شام تشریف لے آئے۔ اخبار ”الحکم“ میں لکھا ہے۔ ”پونے پانچ بجے نبیوں کا چاند طلوع ہوا۔ جو مسرت جو شادمانی اور جو ہجوم اور پروانہ وار جاں نثاران ملّت کا گرے پڑنا اس موقع پر دیکھا گیا وہ سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَاب“۔

آپ کے خیر مقدم پر شیخ محمود احمد صاحب عرفانی (ابن شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم) نے ایک اشتہار بھی شائع کیا جس میں آپ کی تشریف آوری پر مبارک باد دی اور لکھا تھا کہ آپ کے سفر حج سے مسیر العرب کا الہام پورا ہوا ہے اور آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ شعر لکھے:

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

۱۴؍جنوری ۱۹۱۳ء کو مدرسہ کے طلباء نے آپ کے اعزاز میں ایک پُر تکلف پارٹی دی جس میں حضرت خلیفۃ اوّل نے تقریر بھی فرمائی۔ اس دن حضرت کی خدمت میں طلبائے ہائی اسکول نے درخواست پیش کی کہ ہم حضرت میاں صاحب کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیسے کریں۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ ”میاں صاحب کی زندگی بابرکت مفید خلائق اور خادم اسلام ہو۔ کر یہ دعا کرو۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کے جناب الٰہی کی تعریف اور اپنے استغفار کے بعد نورالدین حضرت خلیفہ اوّل کے ارشاد سے دوستوں نے مسجد نور میں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے دعائیں کی گئیں۔ دعا کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریر فرمائی جسمیں اپنے سفر کے حالات پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ میں نے اس سفر کے لئے ایک ماہ قبل سے استخارہ شروع کیا۔ بعد ازاں سنت رسول کے مطابق اسباب کی طرف توجہ کی پھر بتایا اس سفر میں مختلف مذاہب کے لوگوں اور دہریوں کے ساتھ میرے بڑے بڑے مباحثات ہوئے اور میں نے ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کو پیش کیا۔ اور خدا کے فضل سے مظفر ومنصور ہوا۔ آخر میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے ان الفاظ پر اپنی تقریر ختم کی۔ جیسا کہ پیشگوئیوں سے ظاہر ہے۔ اسلام کی فتوحات کا زمانہ قریب ہے طوفان بیشک بہت بڑے جوش سے اُٹھا ہے اور اس طوفان میں جہاز خطرے میں ہے اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ سب لوگ اوپر آجاویں اور کام کریں...... یہ فارغ بیٹھنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت ہے۔ اُٹھو اُٹھو اور کام کرو۔ ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہت مبارک ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 449 تا صفحہ 458)

لڈبڑول ضلع منڈی (ہماچل) میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۸-۱۲-۰۱ بروز جمعہ مسجد احمدیہ لڈبڑول ضلع منڈی (ہماچل) میں ایک مختصر تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا جو مکرم محبوب خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم حیدر علی خان صاحب نے پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار نے کی۔ دوسری اور آخری تقریر مکرم محبوب خان نے کی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا

(عبدالقیوم بھٹی معلم)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ صوفیہ بیگم شرق صاحبہ ۵ جنوری ۲۰۰۲ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوفہ کو ایک صحابی حضرت غلام قادر صاحب شرق بنگلوری کی اہلیہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مکرم غلام قادر صاحب شرق نے ۱۹۰۵ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ لواحقین میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ بیٹی اختر سلطانہ کو والدہ کی خدمت کی بہت توفیق ملی۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(رشید احمد شرق حیدر آباد)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک مقدس خواہش کا حیرت انگیز ظہور

مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

مسجد اقصیٰ قادیان میں ۷ جنوری ۱۹۳۸ء کو جب پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر نصب ہوا تو اس وقت خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک مقدس و مبارک خواہش کا یوں اظہار فرمایا تھا:-

''اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن و حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا۔ اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہوتے ہیں''

(الفضل قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۳۸ء)

آپ کی یہ عظیم الشان خواہش ایک عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے جو نہایت ہی شاندار رنگ میں ظہور پذیر ہوئی۔ اس زمانہ میں ہمارا تصور صرف وائرلیس تک محدود تھا لیکن اب ٹیلیویژن کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبات درس و تدریس اور دیگر تقاریر وغیرہ اکناف عالم کے لوگ سن اور دیکھ سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ خواہش ۷ جنوری ۳۸ء کو ظاہر فرمائی تھی جسکی تکمیل خدا تعالیٰ نے ۷ جنوری کو ہی فرمائی (۱۹۹۴ء)۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے عالمی درس القرآن ۱۹ فروری ۹۵ء کے دوران مذکورہ حوالہ پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ:-

''اس وقت میں دس سال کا تھا...... میرے جیسے جاہل نادان بچے کا وہاں موجود ہونا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہ لڑکا ہوگا جو اٹھیگا اور وہ اس پیشگوئی کا مصداق بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ۷ جنوری کو حضرت مصلح موعودؓ نے یہ اعلان فرمایا اور ۷ جنوری کو ہی ایم.ٹی.اے کی باقاعدہ نشریات ہوئیں۔

ابتداءً میں یورپ میں روزانہ تین گھنٹے اور ایشیا میں اور مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے لئے روزانہ ۱۲ گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ مقدس آسمانی نظام اکناف عالم میں ۲۴ گھنٹے مسلسل نشریات پر مشتمل وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز فضائے آسمان میں گونج اٹھی کہ:-

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اس روحانی قرناء کے پیچھے بہت ساری عظیم الشان پیشگوئیاں پنہاں ہیں لندن سے نشر ہونے والے اس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا نہایت شاندار رنگ میں پوری ہوئی کہ شعاع اسلام ایم.ٹی.اے کے ذریعہ مغرب سے طلوع ہو کر اکناف عالم میں پہنچ رہے ہیں اور ایک دنیا کو منور کر رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔

''اس کی دعوت اور حجت زمیں میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائیگی اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقع ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں اور نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا۔ اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔ اس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے''

(خطبہ الہامیہ۔ ۲۸۵)

یہاں مذکور 'صور' اور 'نور' سے سمعی و بصری سسٹم اور ان ہر دو پر مشتمل ٹیلی ویژن ہی مراد ہو سکتی ہے

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنی تصنیف بحار الانوار میں حضرت امام مہدی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ قَائِمَنَا اذا قَامَ مَدَّ اللّٰهُ لِشِیْعَتِنَا فِی اَسْمَاعِهِمْ و اَبْصَارِهِمْ حتی یکونُ بینهم و بین القائم برید یُكَلِّمُهم فَیَسْمَعُونَ ویَنْظُرُونَ الیهم وهو فی مکانه۔

یعنی ہمارے امام مہدی جب تشریف لائیں گے تو خدا تعالیٰ ہمارے لوگوں کی قوت بینائی (بصری) اور قوت شنوائی (سمعی) کو بہت تیز کرے گا اور بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ ان کے اور امام مہدی کے درمیان صرف ایک برید کا فاصلہ ہوگا۔ امام مہدی اپنے مرکز و مقام میں ہی رونق افروز ہوں گے۔ لیکن ان کی باتیں تمام لوگ نہ صرف سن سکیں گے بلکہ انہیں براہ راست دیکھ بھی سکیں گے

(بحار الانوار صفحہ ۱۱۸)

حضرت امام باقرؒ اپنی کتاب 'المہدی الموعود المنتظر' میں لکھتے ہیں کہ:-

یہاں امام مہدی سے مراد آپ کا نمائندہ یعنی خلیفہ ہوگا۔ چنانچہ لکھتے ہیں

یُنَادِی مُنَادٍ مِنَ السماءِ باسْمِ الْمَهْدِی فَیَسْمَعُ مَنْ بِالمشرقِ ومَنْ بِالمغربِ حتیٰ لَا یبقیٰ راقِدٌ اِلَّا اسْتَیْقَظَ۔

یعنی حضرت امام مہدی کے نام پر آسمان سے ایک منادی کرنے والا منادی کریگا آپ کی آواز مشرق اور مغرب میں بسنے والے لوگ صاف سن سکیں گے۔ یعنی آپ کی آواز مشرق و مغرب میں گونجے گی اس طرح جو خوابیدہ لوگ ہیں وہ بیدار ہو جائیں گے۔

(صفحہ ۲۸۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مواصلاتی ذرائع سے حضرت امام مہدی کی آواز پہنچانے والے آپ کے نمائندہ یعنی خلیفۃ المہدی والمسیح ہوں گے۔ چنانچہ یہ تمام پیشگوئیاں اس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس عہد مبارک میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ نیز جماعت احمدیہ عالمگیر کے ذریعہ قائم شدہ یہ مواصلاتی نظام ایک فرعونی صفت اور جابر حکمران کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ بھی ہے۔ اس کے پس منظر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

''پاکستانی حکومت اور علماء کا جماعت کے خلاف منصوبہ کا آخری مدعیٰ یہ تھا کہ آپ کی (احمدیوں کی) آوازیں گھونٹ دی جائیں آپ کو اذان تک دینے کی اجازت نہ ملے۔ آپ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بھی بلند آواز سے نہ پڑھ سکیں اور پاکستان میں کہیں ایک جگہ بھی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی جماعت کو استطاعت نہ رہے۔ یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّھُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا اور سخت منصوبے بنا رہے ہیں ظالم لوگ۔ ایسی تدبیر اگر چل جائے تو سارا نظام جماعت بالکل معطل اور مفلوج ہو کر رہ جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کی بیقرار دعاؤں کو سنا۔ آپ اس آواز کو سن رہے تھے یا نہیں مگر آسمان یہ آوازیں دے رہا تھا وَاَكِیْدُ كَیْدًا اے میرے معصوم و مظلوم بندو میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں فَمَھِّلِ الْكَافِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا تم اگر کچھ نہ کر سکتے تو دشمنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور دیکھ کہ میری تدبیر جب نازل ہوگی تو ان کی تدبیروں کا کیا رہے گا۔ اب آسمان سے جو ایم.ٹی.اے کے ذریعہ خدا نے گھر گھر آوازیں پہنچانے کا نظام جاری فرمایا ہے یہ الٰہی تدبیر ہے جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے فاکید کیدا'' (خطبہ جمعہ ۹۵-۱۱-۱۵)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''پاکستان کے مولویوں کو میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ احمدیت کے راستے نہ روکو تمہیں نقصان ہوگا۔ تم ایک راستہ روکو گے تو خدا بیسیوں راستے اور کھول دے گا اور تم زمینی راہیں بند کرو گے آسمان سے اس کثرت سے فضل نازل ہوں گے کہ تم کسی زور اور کسی برتے پر اور کسی طاقت سے ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکو گے۔ وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا افق چھلے ہوں اور وہ رحمتوں کے جو آج چاروں براعظموں تک پھیل چکے ہیں اور خدا کے فضلوں کی بارشیں برس رہی ہیں کہاں ہیں دنیا کے وہ مولوی جو اس راہ میں حائل ہو سکیں کون سی ان کی چھتریاں ہیں کون سے ان کے سائبان ہیں جو خدا کے ان فضلوں کو روک سکتے ہیں۔ جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ جتنی طاقت ہے جتنی بساط ہے جس طرح قرآن کریم نے شیطان کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اپنا لشکر دوڑاؤ اپنے گھوڑے چڑھاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا جو طاقتیں ہیں بروئے کار لاؤ خدا کی قسم تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا''۔

(خطبہ فرمودہ ۹۲-۸-۲۱)

پچھلے دس سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو عالمی سطح پر جو کامیابیاں اور وسعتیں حاصل ہوئیں اور اس کے دشمنوں کو جن افسوسناک حالات کا سامنا کرنا پڑا یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان صداقت کی زندہ دلیل ہے خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی مقدس خواہش کو ہزار گنا بڑھا کر پورا کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ☆☆☆

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں افغانستان میں احمدیوں کی قربانیاں اور آپکی معرکۃ الاراء تصنیف "دعوت الامیر"

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب استاد مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلان ماموریت پر کم وبیش دوسرا سال تھا جب کہ عالم الغیب خدا نے آپ کو الہاماً خبر دی شاتان تذبحان وکل من علیھا فان ۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے ۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذنہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور کم وبیش ایک سال کے بعد مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا آپ کا ربانی پیغام پنجاب کی سرحدوں کو عبور کرکے ہندوستان کے طول و عرض میں برق رفتاری سے پھیلنا شروع ہوا اور پھر متحدہ ہندوستان کی سرحدوں کو پار کرتا ہوا دوسرے ممالک میں بھی پھیلتا گیا۔ ان ممالک میں سے افغانستان سرفہرست تھا جہاں احمدیت کا پیغام اسکی تاسیس وبنیاد کے ابتدائی عرصہ میں ہی پہنچ گیا تھا۔ اگر احمدیت کی تاریخ کا اس پہلو سے جائزہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغام احمدیت کو اکناف عالم تک پہنچانے کیلئے کس طرح راہیں ہموار کیں تو عقل دنگ رہ جائے گی۔ مثال کے طور پر افغانستان میں پیغام احمدیت کچھ اس طرح پہنچا کہ جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی اور افغانستان کے ساتھ ہمیشہ سرحدی تنازعہ رہتا تھا اُس وقت ایک کمیشن حدود کی تعین کے لئے مقرر ہوا۔ افغانستان کی طرف سے اس کمیشن میں سردار شیر دل خان گورنر سمیت جنوبی اور حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب تجویز ہوئے اور انگریزوں کی طرف سے سر مارٹیمر ڈیورنڈ اور نواب سر صاحبزادہ عبد القیوم خان آف ٹوپی پیشاور مقرر ہوئے۔ اس کمیشن نے ۲۹ مئی ۱۸۹۴ء سے کام شروع کیا اور ۳ دسمبر ۱۸۹۴ء کو ختم کیا۔ اور وہ تاریخی ڈیورنڈ لائن قائم ہوئی جو آج بھی پاکستان اور افغانستان کی سرحد تسلیم کی جاتی ہے یہ کمیشن سارا دن بمقام پالا چنار حد بندی کا کام کرتا اور رات کو مختلف امور پر گفتگو ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ کمیشن کے محرر پشاور کے رہنے والے سید چن بادشاہ صاحب تھے۔ اثناء گفتگو سید چن بادشاہ صاحب نے حضرت سید عبد اللطیف صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بارے میں بتایا اور بعد ازاں حضورؑ کی معرکۃ الاراء تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" دی صاحبزادہ صاحب اس کتاب سے بے حد متاثر ہوئے اور حضورؑ سے رابطہ قائم کرنے کیلئے اپنے بعض شاگردوں کو قادیان بھجوایا۔ پھر دسمبر ۱۹۰۰ء کے آخر میں صاحبزادہ صاحب نے حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو اپنے چند شاگردوں کے ساتھ حضورؑ کی خدمت میں بیعت کا خط دے کر بھجوادیا۔

حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ کی شہادت

حضرت مولوی عبد الرحمٰنؓ افغانستان سے قادیان دو تین مرتبہ تشریف لائے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے اور اسلام اور قرآن مجید کی حقیقی تعلیمات سے روشناس ہوتے رہے۔ انہی میں سے ایک "جہاد" کا صحیح اسلامی تصور تھا۔ چنانچہ جب آپ آخری بار قادیان سے افغانستان پہنچے تو بعض شرپسندوں نے افغانستان کے اُس وقت کے حکمران امیر عبد الرحمٰن تک یہ خبر پہنچائی کہ مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ مرزا غلام احمدؑ علیہ السلام قادیان کا مرید ہو گیا ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ انگریزوں کے خلاف موجودہ حالات میں جہاد درست نہیں ہے۔ افغانستان کے حکمران نے جب یہ خبر سنی تو وہ مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ پر سخت ناراض ہوا اور آپ کی نظر بندی کا حکم دے دیا اور بالآخر آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے نہایت بے رحمی سے وسط ۱۹۰۱ء میں شہید کر دیا گیا۔ اور اس طرح شاتان تذبحان کہ دو بکرے ذبح کئے جائیں گے کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔

حکمران افغانستان پر قہر الٰہی

امیر عبد الرحمٰن جس نے آپ کی شہادت کا حکم دیا تھا فالج کی مہلک بیماری کا شکار ہوا بہت علاج و معالجہ کے بعد بھی جانبر نہ ہوسکا اور مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو عبرت کا نشان بن کر اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب افغانستان کی معزز ترین شخصیات میں شمار ہوتے تھے آپ علاقہ خوست کے باشندے تھے۔ افغانستان کے حکمران حبیب اللہ کی تاجپوشی کے موقعہ پر دستار بندی کی رسم آپ نے ہی ادا کی تھی۔ غالباً اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ افغانستان سے حج کے ارادہ سے نکلے اور خیال یہ تھا قادیان ہوتے ہوئے جائیں گے۔ جب لاہور سے بٹالہ پہنچے تو قادیان کیلئے پیدل روانہ ہوئے اور جب قادیان پہنچے تو بلند آواز سے یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق پڑھنے لگے۔ قادیان پہنچے اور حضرت اقدس کو دیکھ کر آپ کے عشق و محبت میں محو ہو گئے۔ جب آپ قادیان میں تھے تو آپ کو بار بار الہام ہوا۔

"اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کیلئے یہی چاہا ہے۔"

کچھ عرصہ قادیان میں رہنے کے بعد آخر وہ دن آ گیا جب آپ کو روانہ ہونا تھا۔ جب آپ حضرت اقدس سے اجازت حاصل کر کے رخصت ہونے لگے تو حضور ان کی مشایعت کیلئے دور تک اُن کے ساتھ تشریف لے گئے۔ رخصت ہونے کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب پر سخت رقت طاری ہوگئی۔ اور فرط محبت میں آپ حضورؑ کے قدموں پر گر پڑے دیکھنے والے بزرگوں کا بیان ہے کہ ان کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت اقدس بھی آبدیدہ ہو گئے اور مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا تاہم آپ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے پاؤں پر گرے یا تعظیماً آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اٹھنے کیلئے کہا مگر وہ بدستور اسی طرح پڑے رہے اس پر آپ نے فرمایا الامر فوق الادب حضورؑ کا یہ فرمان سن کر آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ حضور میری بیتابی اور بے قراری کی وجہ یہ ہے کہ میرے دل کو یقین ہے کہ اس زندگی میں میں پھر آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ یہ آپ کا اب آخری دیدار ہے جو میں کر رہا ہوں لاہور سے چل کر آپ اپنے وطن خوست تشریف لے گئے جہاں انیس ی ماہ زندان میں رکھ کر بالآخر نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ہر دو شہیدان افغانستان کا تذکرہ حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" میں فرمایا ہے۔

ان شہادتوں کے بعد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ۱۹۲۴ء میں ایک بار پھر سرزمین افغانستان احمدیوں کے خون سے رنگی گئی چنانچہ حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت عمل میں آئی اس شہادت کے واقعات اور اس موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعود کی تصنیف "دعوۃ الامیر" کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

امیر حبیب اللہ خان جن کے زمانہ میں صاحبزادہ عبد اللطیف کو شہید کیا گیا تھا قہر الٰہی سے بچ نہ سکا اور اپنے بھائی نصر اللہ خاں کی سازش سے ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کی رات کو سوتے وقت پستول کے ایک فائر سے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا اور سردار نصر اللہ خاں اُس کے جائز وارث عنایت اللہ خاں کا حق غصب کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا یہ حالت دیکھ کر سردار امان اللہ خاں نے جو امیر حبیب اللہ خاں کا تیسرا لڑکا تھا ارکین سلطنت اور علماء کو اپنے ساتھ ملا کر تخت حکومت پر خود قابض ہو گیا

دعوۃ الامیر کی تصنیف

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۴ء اور ایک روایت کے مطابق ۱۹۲۲ء میں بادشاہ افغانستان "امان اللہ خاں" پر اتمام حجت کرنے کیلئے دعوۃ الامیر کے نام سے ایک عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کا فارسی ترجمہ حضرت حکیم مولانا عبید اللہ صاحب بسمل نے کیا۔ حضور نے اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے بارہ میں دلائل تحریر فرمائے چنانچہ حضور نے اپنی تصنیف "احمدیت" اور دعوۃ الامیر" کے بارہ میں فرمایا۔

"احمدیت اور دعوۃ الامیر کے بعض حصے ایسے ہیں جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ خدائی تائید شامل ہے اور وہ انسانی الفاظ نہیں رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے القاء کردہ الفاظ ہو گئے۔"

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء)

افسوس امان اللہ خان نے نہ صرف یہ آسمانی تحفہ قبول کر کے خدا کی امان کے نیچے آنے سے انکار کر دیا بلکہ انتہائی شوخی اور بے باکی سے مظلوم اور بے کس احمدیوں کو پے در پے اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔ جس کا خمیازہ انہیں عبرتناک رنگ میں بھگتنا پڑا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

افغانستان میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی دردناک شہادت

مولوی نعمت اللہ خاں صاحب ابن امان اللہ کابل کے پاس ایک گاؤں خوجہ تحصیل رخہ ضلع پنجشیر کے رہنے والے تھے احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ سلسلہ کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے قادیان آئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ۱۹۱۹ء میں جبکہ وہ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کو کابل کے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے افغانستان بھجوا دیا اور چونکہ احمدیوں کیلئے وہاں امن نہیں تھا اس لئے آپ نے انفرادی رنگ میں اپنے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا اسی دوران ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کو افغانستان کا حکمران حبیب اللہ خاں قتل ہوا اور امیر امان اللہ خاں نے زمام حکومت سنبھالتے ہی اپنی سلطنت میں کامل مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے افغانستان کی حکومت کو وہاں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس کے انسداد کیلئے وہاں کے وزیر خارجہ جمال پاشا کو تحریر فرمایا تو اس کے جواب میں بادشاہ افغانستان کی طرف سے یقین دلایا گیا کہ احمدیوں پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کی جائے گی۔

اس یقین دہانی کے بعد احمدی پوری طرح مطمئن تھے کہ اچانک وہاں کی حکومت نے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو گرفتار کر لیا مورخہ یکم اگست ۱۹۲۴ء کو مولوی صاحب نے فضل کریم صاحب بھیروی مقیم کابل کو اپنے حالات جیل سے مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھے۔

"یہ کمینہ داعی اسلام تیں روز سے ایسے قید خانہ میں ہے جس کا دروازہ اور روشندان بھی بند رہتے ہیں۔اور صرف ایک حصہ دروازہ کھلتا ہے کسی کے ساتھ بات کرنے کی بھی ممانعت ہے جب میں وضو وغیرہ کیلئے جاتا ہوں تو ساتھ پہرہ ہوتا ہے خادم کو قید خانہ میں آنے کے دن سے لیکر اس وقت تک چار کوٹھڑیوں میں تبدیل کیا جاچکا ہے۔لیکن جس قدر بھی زیادہ اندھیرا ہوتا ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے روشنی اور اطمینان قلب دیا جاتا ہے۔یہ خط لیکر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھیج دیں۔علاوہ ازیں بذریعہ تار یا خط میرے احمدی بھائیوں کو میرے حال سے اطلاع دے دیں تا وہ دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ مجھے دین متین کی خدمت میں کامیاب کرے میں ہر وقت قید خانہ میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشے اور قتل ہونے سے نجات دے بلکہ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس بندہ نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ اسلام پر قربان کر"۔

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء)

۱۱ اگست ۱۹۲۴ء کو محکمہ شرعیہ ابتدائیہ اور پھر ۱۶ اگست ۱۹۲۴ء کو عدالت مرافعہ کابل نے مولوی نعمت اللہ صاحب کو مرتد اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دے دیا۔اور ایک بڑے ہجوم کے سامنے سنگساری کے احکام جاری کر دیئے۔

اس فیصلے کے مطابق ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو پولیس نے مولوی صاحب کو ساتھ لیکر کابل کی تمام گلیوں میں پھیرایا اور ہر جگہ منادی کی کہ یہ شخص آج ارتداد کی پاداش میں سنگسار کیا جائے گا لوگ اس موقعہ پر حاضر ہوکر اس میں شامل ہوں دیکھنے والوں کی شہادت ہے جس وقت آپ کو گلیوں میں پھیرایا جارہا تھا تو آپ گھبرانے کی بجائے مسکرا رہے تھے گویا آپ کی موت کا فتویٰ نہیں دیا جارہا تھا بلکہ عزت افزائی کی خبر سنائی جارہی تھی آخر عصر کے وقت ان کو کابل کی چھاؤنی کے میدان میں جسے شرپور کہا جاتا ہے سنگسار کرنے کیلئے لایا گیا تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس دنیا کی زندگی ختم ہونے سے پہلے ان کو اپنے رب کی عبادت کرنے کا آخری موقعہ دیا جائے حکام کی اجازت ملنے پر انہوں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد کہا کہ میں تیار ہوں جو چاہو سو کرو۔

چنانچہ آپ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے۔اور پہلا پتھر کابل کے سب سے بڑے عالم نے پھینکا اس کے بعد ان پر چاروں طرف سے پتھر کی بارش شروع ہوگئی یہاں تک کہ آپ پتھروں کے ڈھیر کے نیچے دب گئے اور خدا تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

کابل کے ایک نیم سرکاری اخبار نے ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں لکھا مولوی نعمت اللہ بڑے زور سے احمدیت پر پختگی سے مصر رہا اور جس وقت تک اس کا دم نہیں نکل گیا سنگساری کے وقت بھی اپنے عقیدہ کو باآواز بلند ظاہر کرتا رہا۔ (بحوالہ الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پیغام

جب مولوی نعمت اللہ صاحب کو شہید کیا گیا اُس وقت سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یورپ کے سفر پر تھے چنانچہ آپ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آؤ ہم اس لمحہ سے یہ مصمم ارادہ کرلیں کہ ہم اس وقت تک آرام نہیں کریں گے جب تک کہ ہم ان شہیدوں کی زمین کو فتح نہیں کرلیں گے (یعنی وہاں احمدیت نہیں پھیلائیں گے) صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب نعمت اللہ خانصاحب اور عبدالرحمٰن صاحب کی روحیں آسمان سے ہمیں ہمارے فرائض یاد دلا رہی ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ احمدیہ جماعت ان کو نہیں بھولے گی" (الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء)

اس اعلان کو سننے کے بعد بہت سے مخلصین جماعت نے حضورؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ افغانستان تبلیغ کی غرض سے جانا چاہتے ہیں اور اگر مذکورہ بالا شہداء کی طرح جام شہادت پینا پڑے گا تو وہ اُس کیلئے بھی تیار ہیں چنانچہ ان میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا نام سرفہرست ہے۔آپ نے لکھا "حضور انور میں کمزور ہوں سست ہوں آرام طلب ہوں لیکن غور کے بعد میرے نفس نے یہی جواب دیا ہے کہ میں نمائش کیلئے نہیں فوری شہادت کیلئے نہیں دنیا کے افکار سے نجات کیلئے نہیں بلکہ اپنے گناہوں کیلئے توبہ کا موقعہ میسر کرنے کیلئے اپنی عاقبت کیلئے ذخیرہ جمع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اپنے تئیں اس خدمت میں پیش کرتا ہوں اگر مجھ جیسے نابکار گناہ گار سے اللہ تعالیٰ یہ خدمت لے اور مجھے یہ توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام اس کی رضا کے حصول میں صرف کردوں تو اس سے بڑھ کر میں کسی نعمت اور کسی خوشی کا طلبگار نہیں"۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۴۵۹)

مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت کے بعد افغانستان کے بادشاہ "امان اللہ خاں" کا جو ذلت آمیز حشر ہوا اُس کا ذکر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

"ایک غیر معروف بے حیثیت بچہ سقا بگولے کی طرح اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے امان اللہ کے اقتدار اور ان کی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا۔شاہ امان اللہ خاں نہایت بے سروسامانی کی حالت میں ملک چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔انہوں نے اپنی حیات دنیوی کا بقیہ حصہ بے وطنی میں ایسی حالت میں گزارا جو قرآن کے الفاظ میں معیشة ضنكا (تکلیف دہ زندگی) کی عبرتناک مثال تھی اور جس کی کیفیت "لا یموت فیھا ولا یحی" (نہ زندہ نہ مردہ) کی تھی فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۲۲۰)

حرف آخر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نصرہ اللہ نصراً عزیزاً نے متعدد بار فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں ٹھیک ایک سو سال کے بعد پھر نہایت شان سے پوری ہورہی ہیں۔

چنانچہ عجیب بات ہے کہ وسط ۱۹۰۱ء میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو افغانستان میں "جہاد" کی صحیح اور اسلامی تشریح پیش کرنے کی وجہ سے شہید کردیا گیا تھا۔اور افغانستان کے اُس وقت کے فرمانروا پر اس جرم کی پاداش میں قہری تجلی فالج کی شکل میں گری تھی۔اور مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اُس کی موت کا باعث بنی تھی۔آج ایک سو سال کے بعد ۲۰۰۱ میں اہل افغانستان کو جہاد کی صحیح اسلامی تشریح نہ ماننے کی ہولناک سزا مل رہی ہے اور خدا جانے کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ہاں اگر کوئی صورت اس خونی سلسلے کو بند کروانے کی ہے تو وہی ہے جو آج سے ۷۸ سال پہلے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے افغانستان کے اُس وقت کے فرمانروا کے ذریعہ اہل افغانستان کے سامنے "دعوۃ الامیر" میں پیش کی تھی۔

"اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لایئے تا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے تا سلامتی سے آپ کو حصہ ملے میں آج اس فرض کو ادا کرچکا ہوں جو مجھ پر تھا خدا تعالیٰ کا پیغام میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے اب ماننا نہ ماننا آپکا کام ہے" (صفحہ ۲۸۳)

سرزمین افغانستان اس جہت سے ہمارے لئے انتہائی محبوب محترم ہے کہ اس میں عظیم شہداء کے خون اور ان کے جسموں کی آمیزش ہے ارض عبدالرحمٰن۔عبد اللطیف۔نعمت اللہ رضوان اللہ علیہم کیلئے ہم دردِ دل سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان شہدا کی شہادتوں کی برکتوں کا دروازہ اب سرزمین افغانستان کے باشندوں کیلئے کھول دے لیکن اس کیلئے شرط وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان فرمائی۔ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (الرعد ۱۲) اللہ کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلے

اللہ تعالیٰ اہل افغانستان کو اس روحانی تغیر و تبدیلی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حیدر آباد کی ڈائری

مکرم سید طفیل احمد صاحب شہباز مبلغ حیدر آباد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ حیدر آباد کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی بابرکت رہا۔جماعت احمدیہ حیدر آباد کی چار مساجد میں شروع رمضان المبارک سے ہی نماز تراویح کا انتظام تھا۔مسجد احمدیہ مؤمن منزل میں مکرم حافظ اشفاق احمد صاحب مسجد احمدیہ افضل گنج میں خاکسار اور مکرم حمید احمد صاحب غوری نے مسجد احمدیہ فلک نما میں نماز تراویح پڑھائی۔مسجد احمدیہ بی بی بازار میں بھی تراویح کی نماز کا انتظام تھا۔احباب و مستورات نے زیادہ سے زیادہ اوقات عبادات اور ذکر الٰہی میں گزارے۔کئی احباب کو مسجد احمدیہ افضل گنج میں اعتکاف بیٹھنے کی توفیق ملی۔

خدمت خلق:۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ کو خدمت خلق کی بھی توفیق ملی۔غرباء مستحقین میں ساڑیاں، کپڑے، اجناس اور رقم تقسیم کی گئی۔

سردی کی تیزی کے باعث انتہائی غریب جو سڑکوں میں سردی سے ٹھٹھرتے ہیں ان میں مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد نے کثیر تعداد میں کمبل تقسیم کئے۔مسجد احمدیہ مؤمن منزل کے عقب میں لجنہ اماء اللہ کے لئے نماز پڑھنے کے لئے ایک ٹین شیڈ ڈالا گیا جس میں احباب نے دل کھولکر پیسے ڈالے۔

وقار عمل:۔ تین وقار عمل کی توفیق ملی مورخہ ۲ دسمبر ۲۰۰۱ء کو بمقام فلک نما ایک وقار عمل بعد نماز فجر عید الفطر کی آمد کے پیش نظر مکرم مظفر احمد صاحب ویلڈر کی قیادت میں ہوا۔جس میں ۱۴ خدام ۶ اطفال نے حصہ لیا۔

احمدیہ قبرستان میں رمضان المبارک کے دوران دو یوم وقار عمل مکرم مظفر احمد صاحب اور مکرم قائد صاحب حیدر آباد کی قیادت میں ہوا۔۲۳ خدام ۱۲ اطفال اور ۲ انصار بزرگان نے اس میں حصہ لیا۔

۱۶ دسمبر کو مسجد احمدیہ مؤمن منزل میں مکرم قائد صاحب اور مکرم طاہر احمد صاحب غوری ناظم اطفال کی نگرانی میں وقار عمل ہوا۔

تربیتی اجلاس:۔ مورخہ ۱۴ دسمبر بروز اتوار بمقام مسجد احمدیہ فلک نما بعد نماز فجر مکرم حمید احمد صاحب غوری صدر حلقہ فلک نما کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔رمضان المبارک کے ایام کے باعث انصار، خدام اور اطفال نیز لجنات کی حاضری توقع سے بہت زیادہ تھی۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم غلام حمید الدین صاحب، خاکسار اور مکرم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔

مورخہ ۲۱ دسمبر بروز اتوار مسجد احمدیہ مومن منزل میں صبح ۸ بجے زیر صدارت مکرم منور احمد صاحب غوری صدر حلقہ سنتوش نگر ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب، خاکسار اور صدر جلسہ نے مختصراً خطاب فرمایا۔بعد ازاں دعا ہوئی مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ریفریشمنٹ کا پروگرام بھی تھا۔اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔آمین۔

☆☆

حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق میری چند یادیں

مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب سونگھڑہ مرحوم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

1944 میں خاکسار کے والد محترم سید عبد المنعم صاحب مرحوم صالح پور ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ میرا قیام سونگڑہ میں تھا مرحوم سے ملاقات کی غرض سے صالح پور گیا۔ سونگڑہ سے صالح پور 8 میل ہے والد صاحب نے خاکسار کو تحریک کی کہ بیٹا زندگی وقف کرلو۔ خاکسار نے والد صاحب مرحوم کی شدید خواہش پر زندگی وقف کی 1945 کے آخر میں محترم جناب عبد الرحمٰن صاحب انور مرحوم انچارج تحریک جدید نے میرے اور میرے بہنوئی محترم سید عبید السلام صاحب مرحوم سابق صدر جماعت بھونیشور و سونگڑہ دونوں کے نام خط لکھا کہ انٹرویو کے لئے حضور کے پاس حاضر ہو جائیں ہم دونوں نے ماہ مئی 1945 کے شروع میں دارالامان قادیان کا سفر اختیار کیا۔ محترم انچارج صاحب تحریک جدید نے فرمایا آپ دونوں حضور کے پاس آجائیں حضور کے پاس انٹرویو کیلئے حاضر ہوئے ہم دونوں سے مصافحہ کیا اور ہم نے حضور کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضور نے ہمیں سر سے پیر تک دیکھا اور خدمت دین کیلئے قبول فرمالیا یہ تھا انٹرویو۔

1945 میں ایک دفعہ مجھے پھنسی پھوڑے ہو گئے اور بخار کئی روز تک رہا ہمارے نائب انچارج محترم بشیر احمد بیگ صاحب نے کہا کہ بہتر ہے گھر چلے جائیں مجھے بہت دکھ ہوا خاکسار حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کی غرض سے قصر خلافت گیا اور حضورؓ سے بیماری کا ذکر کیا حضور نے فرمایا آب و ہوا اور خوراک کی تبدیلی کی وجہ سے آپ کو یہ مرض ہو گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا میں نے اپنے نائب انچارج صاحب کو سنایا تبھی سے وہ خاموش ہو گئے یہ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ تھا خدا تعالیٰ نے خاکسار کو شفاء دی اور اڑیسہ میں سب سے پہلے اپنی زندگی وقف کرنے کی توفیق دی اور عزت و ایمان کے ساتھ 36 سال خدمت دین کرنے کی توفیق دی حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا ہے

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

مجھ جیسے کمزور عاجز انسان کو خدا تعالیٰ نے خدمت دین کیلئے چنا خدا تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

1941 میں Popular History of India کے نام سے خاکسار کے والد محترم سید عبدالمنعم صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر نے تاریخ کی ایک کتاب تحریر کی خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پیش کی حضور نے کتاب کا مطالعہ کیا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور خاکسار کو کہنے لگے آپ کے والد صاحب نے قبول احمدیت سے قبل لکھی ہے یا بعد۔ میں نے حضرت مصلح موعودؓ سے عرض کیا میرے والد صاحب پیدائشی احمدی ہیں۔ ہندوستان میں خاکسار کے والد صاحب مرحوم پہلے احمدی ہیں جنہوں نے اپنی تاریخ میں Ahmad of Qadian یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کیا ہے۔

دوران تعلیم ایک دفعہ خاکسار قصر خلافت میں حضورؓ کی ملاقات کی غرض سے گیا دوران گفتگو اڑیسہ کی جماعتوں کی تعداد کے سلسلہ میں حضور نے دریافت فرمایا میں نے کچھ باتیں عرض کیں میں نے حضور سے عرض کیا اڑیسہ میں اس طریق سے اگر تبلیغ کی جاتی تو بہت فائدہ ہوتا حضور نے فرمایا ٹھیک ہے آپ اپنے افسر سے بات کریں اگر میں براہ راست آرڈر دے دوں گویا وہ چپراسی ہو جائیں گے یہ تھا حضرت مصلح موعودؓ کا نظام جماعت کی پابندی کا خیال۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں قصر خلافت میں بہار سے مونگھیر وغیرہ کے احباب تشریف لائے ہم نے انہیں ترتیب وار ملاقات کے لئے بٹھایا حضرت حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری مرحوم سابق ناظر تعلیم اور حضرت پروفیسر علی احمد صاحب مرحوم نے گروپ فوٹو لینے کی خواہش کی حضور نے انہیں اجازت دے دی قصر خلافت کے نیچے صحن میں تصویر لینے کا انتظام ہوا میں نے حضرت حکیم خلیل احمد صاحب مرحوم سے ذکر کیا کہ بہار اور اڑیسہ کیا الگ الگ ہے ہمیں بھی ساتھ رکھیں انہوں نے اجازت دی خاکسار کے ساتھ مکرم سید عبید السلام صاحب مرحوم سابق صدر بھونیشور و سونگڑہ مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ مکرم غلام محمود علی صاحب بھدرک تھے۔

مئی 1945 کے آخر میں حضرت مصلح موعودؓ مع حرم محترمہ اور حضرت ام المومنینؓ اور بھی کئی لوگوں کا قافلہ ڈلہوزی کیلئے روانہ ہوا۔ احمدیہ مسجد مبارک چوک میں گاڑی ترتیب کے ساتھ کھڑی تھی ہم لوگ بھی الوداع کرنے کیلئے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں جس کار کے پاس کھڑا تھا اُسی کار میں حضرت اُم المومنینؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ کسی دوست نے مجھے کہا اُسی کار میں حضرت اُم المومنینؓ بیٹھی ہوئی ہیں آپ اس طرف آجانا میرے دل نے فیصلہ کیا کہ آخر وہ میری روحانی ماں ہیں میں کیوں اُنہیں سلام نہ کروں میں حضرت اُم المومنین کو السلام علیکم کہا اور انہوں نے جواب دیا ہم نے حضرت مصلح موعودؓ سے مصافحہ کئے اور ہاتھوں کو بوسہ دیکر رخصت ہوئے۔

حضور ڈلہوزی سے واپس آئے مجلس علم و عرفان لگتی رہی۔ بیرون ممالک سے آئے ہوئے مبلغین کرام مختلف موضوعات پر تقاریر کرتے رہے۔

مجلس علم عرفان کے دوران بعض احباب حضور کو دبایا کرتے تھے میری بھی خواہش ہوئی خاکسار کو بھی انچارج صاحب سے اجازت لیکر حضرت مصلح موعودؓ کے پیر دبانے کا موقعہ ملا۔

1946 میں خاکسار کو حضرت مصلح موعودؓ کے پہرہ داروں سے مشورہ کر کے پہرہ دینے کا موقعہ ملا۔

مجلس علم و عرفان میں بہت سے حفاظ قرآن رہتے تھے حضور کو جب قرآن مجید کی آیت کے بارے میں معلومات کیلئے فرماتے تھے حافظ محمد رمضان ہیں حافظ صاحب فوراً جواب دیتے جی حضور حاضر ہوں فلاں آیت یا فلاں سورۃ میں کیا بیان کیا گیا ہے فوراً جواب دیتے حضور یہ ہے وہ ہے۔

ایک دفعہ حضور نے مجلس علم و عرفان میں فرمایا جو مجھے دیکھا اور میری صحبت میں رہا ہے وہ صحابی ہے دوران مجلس خاکسار نے سوال کیا کہ حضور کیا آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کی طرح ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جواب دیا آنحضرتؐ کے صحابہ کا مقام اور ہے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کا مقام اور ہے اور میرے صحابہ کا مقام اور ہے چونکہ حضرت مصلح موعودؓ نے خدا کے اذن کے مطابق مصلح موعود کا دعویٰ کیا تھا اس لحاظ سے آپ کی صحبت میں رہنے والے بھی صحابہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد سے ہر احمدی کو محبت ہے لیکن بزرگوں میں سے بعض والہانہ عشق کے مقام تک پہنچ گئے تھے صرف خاکسار ایک مثال دے رہا ہے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بی اے کی کہ ایک دفعہ سارے لوگ نماز کے بعد گھر چلے گئے عشاء کے بعد خاکسار مسجد مبارک میں ٹھہرا رہا کہ حضرت مولوی صاحبؓ آخر پر کیا کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نوافل بہت دیر تک ادا کرتے رہے۔ آخر میں میں نے دیکھا حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے مسجد مبارک کے دروازہ پر جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مکان ہے وہاں جاکر پھونک ماری اور پھر گھر واپس گئے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ سے خدا نے وعدہ کیا تھا انی احافظ کل من فی الدار یعنی تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر جو ٹھہریں گے وہ حفاظت میں رہیں گے۔ اس کے باوجود حضرت مولوی صاحبؓ کی کتنا عشق و محبت تھی کہ دعا کر کے پھونک مارا کرتے تھے۔

مجلس علم و عرفان میں صحابہ کرام اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ بھی شامل ہوا کرتے تھے۔

تقسیم ہندوپاک:۔ حضرت مصلح موعودؓ تقسیم ہندوپاک کے وقت پاکستان چلے گئے حضور کے جانے کے بعد صحابہ کرام اور خواتین حضور کے ارشاد پر پاکستان روانہ ہو گئے۔ بہت سے لوگ قادیان دارالامان میں مقیم رہے۔ اس میں عاجز بھی تھا۔ قادیان کے احمدی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

ا۔ حلقہ مسجد مبارک۔ ۲۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا کی کہ میں مقدس مقامات کی خدمت کروں۔ جس وقت ہم منقسم ہوئے رات کو ہم لوگ پہرہ دیتے اور حضرت مولوی حافظ غلام صاحبؓ کے ساتھ تہجد کی نماز ادا کرتے۔ تقریباً ایک ماہ تک ہم لوگ اُبلا ہوا گندم کھاتے رہے بعد میں ہمیں صرف ایک ایک دو دو روٹیاں ملا کرتی تھیں۔ حضور پیغامات دیتے رہتے ہم تعمیل کرتے۔ بعض مریضوں کو کرفیو کے دوران خاکسار اور چند دوست فضل عمر ہسپتال سے چارپائی کے ذریعہ بورڈنگ تحریک جدید لیکر آئے۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے راتوں کو بہشتی مقبرہ اور مقامات مقدسہ کا پہرہ دینے کا موقعہ ملا۔ اگر بارش ہوتی تو ہم قبر کے منڈیر میں آرام کر لیا کرتے تھے۔ ہمارے پہروں کے انچارج محترم صوبیدار مکرم محمد حیات خان صاحب تھے۔ بہت سے واقعات ہیں بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی بیٹی و مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو 01-11-12 کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور نے 'کامران شریف' تجویز فرمایا ہے۔ جو وقف نو تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم مقصود شریف صاحب آف کرناٹک کا پوتا ہے۔ عزیز کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور نیک خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(محبوب احمد امروہی آف قادیان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ ... علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کٹا تھ مارکیٹ۔ ... ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:629443

حضرت مصلح موعودؓ۔ اور۔ خدمت انسانیت

مکرم مولانا محمد یوسف انور صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

بانیٔ اسلام ہمارے دل وجان سے پیارے آقا سرور کونین فخر دو جہان خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ساری دنیا کیلئے بطور رحمت مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ محسن انسانیت تھے۔ اور آپ ساری کائنات کیلئے نہایت شفیق اور ہمدرد وجود تھے۔ آپ نے خود اس چیز کا اقرار فرمایا کہ میں تمہاری ہی طرح کا انسان ہوں لیکن میرے وجود کو خدا نے کل انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اور میرے فیضان کا دامن روز آخرت تک ممتد کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تب سے لے کر ہر دور میں خدا نے آپ کے بروز ظاہر فرمائے۔ جو آپ کی نیابت میں اپنے دور کے ممتاز خادم انسانیت تھے اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ قرآن مجید اور آپ ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کی رو سے یہ زمانہ آپ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا زمانہ ہے۔ جس میں آپ کا بروز کامل جو آپ ﷺ ہی کا عظیم روحانی فرزند ہے امام مہدی کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام، آپ نے اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے ساری دنیا کو نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت دی اور پھر اتمام حجت کے طور پر یک طرفہ نشان دکھانے کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو حسن واحسان میں نظیر عطا فرمانے کا وعدہ دیا۔ جو وقت مقررہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے تولد سے پورا ہوا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے محبوب آقا کے نقش قدم پر چل کر انسانیت کی ایسی عظیم اور بے مثال خدمت کی کہ اغیار نے بھی برملا اس کا اظہار کیا۔ یاد رہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور حضرت مصلح موعودؓ کے تعلق سے فرمایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، قومیں اس سے برکت پائیں گی، بہتوں کو مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بیماریوں سے صاف کرے گا۔ اسی طرح انسانیت کی خدمت کیلئے جو شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں تحریر فرمائی تھی کہ "تمام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا" چنانچہ بعینہٖ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو 1914ء میں مسند خلافت پر فائز کر کے آپ کو انسانیت کیلئے ایک عظیم ہمدرد وجود ثابت کیا آپؓ کو بچپن سے ہی یہ تمنا تھی کہ اسلام اور نوع انسان کی خدمت میرے ذریعہ سے ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا کام یہ ہے کہ تبلیغ کروں"۔ (منصب خلافت)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی سب سے بڑی خدمت کا یہ پاکیزہ جذبہ جسے ہم تبلیغ کہتے ہیں یہ ارشاد خداوندی ﴿بلغ ما انزل الیک﴾ کی تعمیل کا نام ہے گویا قرآن مجید کے الفاظ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی بنی نوع میں نیکی پھیلا کر انہیں فائدہ پہنچانے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کر کے نقصان سے محفوظ کرنے کی خدمت کا نام ہے۔ اور یہ خدمت انسانی اس کی جسمانی خدمت کے مقابلہ میں اس کی روح سے تعلق رکھتی ہے، جس کے فوائد جسم اور روح دونوں کو پہنچتے ہیں جو محض جسمانی خدمت سے بدرجہا افضل ہے۔ آپ نے اپنے دور خلافت میں یہ خدمت ہندوستان کے چپے چپے پر خود اور اپنی جماعت کے ذریعہ بڑی ہمت اور اولوالعزمی کے ساتھ انجام دی۔ اور شروع خلافت سے ہی دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے شاگردوں یعنی مبلغین کو بھجوا کر اسے انجام دیا۔ اس طرح دنیا کے مختلف کناروں تک آباد ممالک میں آپ کو اس عظیم الشان بنی نوع انسان کی خدمت بجالانے کا موقعہ عطا فرمایا۔

پیشوایان مذاہب کے احترام کی تعلیم اور خدمت بنی نوع انسان

اسلام اپنی عالمگیر انسانی فلاح وبہبود کی تعلیم کے اعتبار سے وہ واحد مذہب ہے جو وحدانیت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انسانوں کو مختلف زبانوں میں سیدھا راستہ دکھانے والوں کے نام اور کاموں کو زندہ اور قائم رکھنے کی خدمت کو اپنا فرض منصبی قرار دیتا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے امن عالم کے سلسلے میں سنہری اصول تجویز کئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی متواتر ان اصولوں کی طرف توجہ دلاتے رہے اور ان کی پابندی کی طرف تلقین فرماتے رہے۔ ان اصولوں کا خلاصہ یہ ہے:

تمام قوموں میں مختلف زمانوں میں ظاہر ہونے والے سب پیغمبروں کی یکساں تعظیم کی جائے۔ کیونکہ وہ سب کے سب خدا کے فرستادہ تھے۔ جو مقصد واحد ومشترک لے کر دنیا میں آئے تھے، جس کے معنی ہیں کہ ہر قوم کے پیشواؤں یعنی روحانی باپوں کی عزت کے ساتھ ان مذاہب کے ماننے والوں سے بھی عزت احترام کا سلوک کیا جائے تا انسانی رشتہ محبت ترقی پذیر ہو۔ اور آپس میں پیار ومحبت، صلح وآشتی کا دور دورہ ہو۔ اور باہمی اتفاق واتحاد جو انسانی معاشرہ میں سب سے قیمتی جوہر ہے جس کے بغیر دنیا کی مہمات میں انسان کسی طور سے کامیاب نہیں ہو سکتا اسے حاصل کر کے دنیا سے نفرت وفساد مٹایا جائے۔ اور اس کی جگہ باہمی محبت وپیار اتفاق واتحاد کو فروغ دے کر ساری دنیا میں حقیقی امن وچین قائم کیا جائے۔ اس عظیم خدمت وہمدردی کا اہتمام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں شروع تا آخر مسلسل جاری رکھا۔ اور ہندوستان جیسے ملک جو دنیا میں مختلف مذاہب کی سب سے بڑی مارکیٹ ہے اس کام کو احسن رنگ میں انجام دیا۔ اور اسی طرح سے دوسرے ممالک میں جہاں جہاں جماعت احمدیہ کو اس خدمت کو بجالانے کا موقعہ ملا ہے نسل انسانی کے تاریک خیالات کو روشنی سے تبدیل کر کے یہ خدمت سرانجام دی اور وہ لوگ جو پہلے اپنے مذاہب کے پیغمبروں کے سوا دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کا عزت وتکریم سے نام لینا بھی برداشت نہیں کرتے تھے انہوں نے جماعت احمدیہ کی پیہم تبلیغی کوششوں اور خدمات سے روشنی حاصل کی اور تمام پیشوایان مذاہب کے تعلق سے اپنا رویہ تبدیل کیا ہے۔ اور کثرت سے سعید روحوں نے سچائی کو دیوانہ وار قبول کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

مذہبی دنیا میں امن وسلامتی کے قیام کے انہی اصولوں کو آپ نے اپنے متعدد ایمان افروز اور زریں خطبات وارشادات کے ذریعہ آگے بڑھایا۔

چنانچہ اس تعلق میں 2 مارچ 1927ء بریڈلاء ہال لاہور میں خان بہادر سر محمد شفیع کے سی، ایس، آئی کی صدارت میں آپ نے جو معرکۃ الاراء لیکچر دیا اس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ اس لیکچر میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد کیلئے ایسے سنہری گر پیش فرمائے ہیں کہ اگر آج بھی قومیں ان نصیحتوں پر عمل کریں تو ہندوستان میں آئے دن برپا ہونے والے ہندو مسلم فسادات کو جڑ سے اکھیڑا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی ان ہر دو قوموں میں فسادات ہوتے ہیں تو آگے بڑھ کر صرف صلح کروادی جاتی ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ کونسی وجوہ ہیں جنکی بناء پر بے چینی وفسادات کی جڑیں پھوٹتی ہیں۔ جب تک ان وجوہات کو سامنے رکھ کر فسادات کی جڑ کو نہیں کاٹا جائے گا دونوں قوموں میں صرف وقتی طور پر صلح ہوگی۔ لیکن جب دونوں میں سے کوئی ایک فریق بھی دوبارہ فسادات کی جڑ کو سیراب کرے گا وہ پھر سے ہری ہو جائے گی اور فساد جنگل کی زہریلی ہوا کی طرح پھیل جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ ان وجوہات کو جڑ سے اکھیڑا جائے۔

آپ نے فرمایا ہندو مسلم فسادات بھڑکنے کی دو وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک سیاسی رواداری اور مساوات کا فقدان ہے۔ دوسری بڑی وجہ مذہبی رواداری کا فقدان ہے۔ جب تک ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر کام نہیں کیا جاتا اور ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال نہیں رکھا جاتا ان دونوں کے درمیان جہالت اور کم علمی کی وجہ سے عوام الناس میں یہ کیفیت جاری رہے گی۔ اور فسادات ہوتے رہیں گے۔ پس ضروری ہے کہ سیاست دان اور حکمران فوری طور پر اسکا نوٹس لیں اور مذہبی لیڈر بھی اپنی اپنی جگہ اس پر سوچ وبچار کریں۔ اور ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس سے دونوں قوموں کو سیاسی اور مذہبی دونوں صورتوں میں فائدہ ہو۔ ہر ایک کو اپنے اندر تحمل برداشت کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔

مذہبی اور سیاسی دنیا میں عدم رواداری کے خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ ہر دو قومیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کا مدمقابل کوئی بھی اچھی بات کہہ نہیں سکتا۔ رواداری کے فقدان کی وجہ سے ہندو سمجھتے ہیں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ نقص اسلئے پیدا ہوا ہے کہ قوم پرستی کے نتیجہ میں یہ خیال ہمارے دل میں راسخ ہو گیا ہے کہ دوسروں کو گرائے بغیر ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔

خدمت خلق کا اسلامی مطمح نظر

یوں تو جماعت احمدیہ نے ابتداء سے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور بے لوث بلا لحاظ مذہب وملت عوام کی خدمت کی ہے۔ لیکن خلافت ثانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے سیلاب زدگان کی امداد کرنے والے احمدی احباب کو اپنے خطاب یکم اکتوبر 1954ء میں نصیحت فرمائی کہ "مومن کی ہمدردی کا دامن تمام بنی نوع انسان پر وسیع ہوتا ہے اور وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھتا ہے نہ کہ بندوں کی قدرشناسی کو کئی احمدی اس بات سے چڑ جاتے ہیں کہ جن لوگوں کی ہم مدد کرتے ہیں وہی کچھ عرصہ کے بعد ہم سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن یہی چیز تو مزہ دیتی ہے کیونکہ اگر وہ لوگ جن کی خدمت کی جائے مخالفت کرنے لگ جائیں تو ہمارا دل اس بات پر خوش ہوگا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے انسان کی خاطر نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے"۔

آفتوں اور مصیبتوں میں بنی نوع انسان کی خدمت

جب بھی برصغیر میں آسمانی آفتوں کے ذریعہ کسی طبقہ انسانیت کو نقصان پہنچا اور ان پر مصیبت آئی یا ہندو مسلم فسادات میں نقصان لوگوں کا جانی مالی ہوا یا نوع انسان کی خدمت کے مواقع پیدا ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ فوری ہدایات دے کر کوشش فرماتے کہ بلا لحاظ مذہب وملت انسانیت کی بے لوث خدمت کی جائے چنانچہ نواکھالی کے فسادات میں نقصان اٹھانے والے مظلوم ہندوؤں اور مسلمانوں کو بلا تفریق آپ

نے امداد بھجوائی اس طرح جب بھی وباؤں کے پھیل جانے سے تباہی آئی ہے متاثرہ لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب قوم وملت سے رنگ ونسل سے تعلق رکھتے ہوں آپ کی طرف سے ہر وقت انسانیت کی خدمت بجا لانے کے لئے جماعت احمدیہ آپ کے اشاروں پر حرکت میں آتی رہی ہے اگست 1954ء کے شروع میں مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) ایک تباہ کن سیلاب کی زد میں آ گیا۔ یہ سیلاب ایسا خوفناک تھا کہ ڈھاکہ پریس نے اسے طوفان نوح قرار دیا (پاسبان یکم ستمبر 1954ء) حضرت مصلح موعودؓ نے سیلاب زدہ انسانوں کی مدد کے لئے کھانا کپڑوں اور نقدی وغیرہ کا انتظام فرمایا۔ بنگلہ پریس نے اپنی 12 ستمبر 1954ء میں اپنے روزنامہ سنگ باد میں اس کا حسب ذیل انداز میں ذکر کیا ہے۔

"امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی مدد کے سلسلہ میں ہر احمدی سے کھانا کپڑا اور نقدی دینے کی اپیل کی ہے۔ آپ نے اپنی طرف سے بھی انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان کی معرفت دو ہزار روپیہ ارسال فرمایا ہے۔ اور مزید روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز آپ نے مشرقی پاکستان کے لئے ایک سیلاب کمیٹی بنائی ہے۔ ڈھاکہ نارائن گنج اور تیج گاؤں کے علاقہ کے دیہات میں انجمن احمدیہ کے والنٹیر گھوم گھوم امداد کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ چاول دودھ دال دوائیاں ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جنہیں وہ تقسیم کرتے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے سیلاب زدگان میں نقدی بھی تقسیم کی ہے نارائن گنج کے علاقہ میں پندرہ والنٹیر تین ریلیف کیمپوں میں کام کر رہے ہیں۔ بجل باڑہ اور ہکلہ میں اچھوت اقوام کے سیلاب زدگان کو انہوں نے کھانے کی اشیاء اور دوائیاں بھی پہنچائی ہیں۔ آٹھ نوجوانوں کی ایک پارٹی نرسندی کے علاقہ میں دوائیاں اور ٹیکے وغیرہ دینے کے لئے دورہ کر رہی ہے۔ تیج گاؤں کے والنٹیر روٹری کلب والوں کے ساتھ مل کر ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔" (ترجمہ)

اسی طرح دیگر کئی اخبارات نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

❁ ۔۔۔۔۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کی پارٹیشن کے وقت انسانیت کی بے لوث خدمت

اس تعلق میں حضرت مصلح موعودؓ کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں تقسیم ملک کے وقت مرکز احمدیت قادیان میں مصیبت زدہ انسانوں کی بھاری تعداد سے ایسی خدمت کا ذکر ہے جسکی پورے ہندوستان میں کوئی مثال نہیں۔

فرماتے ہیں "ہماری جماعت کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے بتیس دانتوں میں زبان ہوتی ہے۔ بظاہر اس کی کوئی دنیوی وجہ نہیں پائی جاتی کیونکہ ہماری جماعت کے لوگ دوسروں سے حسن وسلوک کرتے ہیں، ان سے نیک معاملہ کرتے ہیں، ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ اور ان سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے بہی خواہ ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی مخالفت ہوتی ہے۔ آج ہی میں قادیان کی رپورٹ پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم ایک باغیچہ میں گئے وہاں کچھ مہاجر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اور کچھ مقامی لوگ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ شروع شروع میں جب پاکستان سے ہندو مہاجر وہاں گئے تو چونکہ وہ بہت چڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے سلوک سے تنگ تھے اس لئے وہ پاکستان میں مسلمانوں کی تعریف کسی مسلمان سے نہیں سن سکتے تھے اور اگر کوئی تعریف کرتا تو اس سے لڑ پڑتے تھے۔ اور کہتے تو بڑا غدار ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ قادیان والوں کے حسن سلوک کی وجہ سے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اب ان مہاجرین میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو کبھی کبھی جماعت کی تعریف کر دیتا ہے بہر حال اس رپورٹ میں ذکر تھا کہ وہاں جو مہاجرین بیٹھے تھے ان میں سے بعض نے تعریف کی اور کہا کہ احمدی بڑے اچھے ہیں اور اپنے معاملات میں دوسروں سے مختلف ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ ایک مقامی سکھ جو اپنے دل میں جوش دبائے بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا اور اس نے دس بارہ منٹ تک تقریر کی اور کہا کہ ان لوگوں کے ہم سے ایسے اچھے تعلقات تھے کہ جب سے یہ گئے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ قادیان اور اس کے گردونواح کی رونق ہی چلی گئی ہے۔ ان لوگوں کے پاس طاقت تھی اور اگر یہ چاہتے تو ہمیں تباہ کر سکتے تھے۔ مگر اپنی طاقت کے باوجود ان لوگوں نے ہماری حفاظت کی اور ہمیں کسی قسم کا نقصان پہنچنے نہیں دیا چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ گو بعد میں ہندوستان کی حکومت غالب آ گئی۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اس وقت تک کون سمجھتا تھا کہ گورداسپور کا ضلع ادھر چلا جائے گا۔ اس وقت ہمارے بھی وہی جذبات ہوتے جو ہندوؤں اور سکھوں کے تھے تو دس دس میل کے حلقہ میں ایک ہندو اور سکھ نہ بچتا۔ مگر ہم نے ان کے مردوں عورتوں اور بچوں کی اس طرح حفاظت کی ۔۔۔۔ جس طرح ہم اپنے مردوں، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے اور نہ ہم نے زبان سے انہیں کوئی لفظ کہا اور نہ ان کی کوئی دل شکنی کی اور نہ گالی گلوچ سے کام لیا۔ لیکن اگر ہمیں کسی احمدی کے متعلق ذرا بھی شکایت پہنچتی تو ہم سختی سے اس کے پیچھے پڑ جاتے دوسری طرف جو لوگ ارد گرد کے مقامات سے بھاگ بھاگ کر قادیان میں آئے ہم نے ان کی اتنی خاطر تواضع کی کہ سارے ہندوستان میں اسکی مثال نہیں مل سکتی۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو بھوکا رکھا اور انکو کھانا کھلایا۔ اور ایک دن ایسا آیا کہ ہم نے ساٹھ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ حالانکہ قادیان کی کل سولہ ہزار کی آبادی تھی جس میں تیرہ ہزار احمدی تھے۔ مگر وہی لوگ جب یہاں پہنچے تو کچھ مدت تک احمدیوں کی تعریفیں کرتے رہے مگر اب وہی لوگ احمدیوں کو کشتنی اور گردن زنی قرار دے رہے ہیں۔ اور وہ سارے احسان اور سلوک جو ہم نے ان سے کئے تھے انکو بھلا بیٹھے ہیں"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ 17 اگست 1953ء)

مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے قیام پر آپؓ نے اس کی درج ذیل وجہ تسمیہ بیان فرمائی:

"تمہارا نام خدام الاحمدیہ ہے خدام الاحمدیہ کے یہ معنی نہیں کہ تم احمدیت کے خادم ہو خدام الاحمدیہ کے معنی ہیں کہ تم احمدی خادم ہو۔۔۔۔ سو اپنے اس مقام کو ہمیشہ یاد رکھو اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہو کہ تمہارے ذریعہ سے دنیا کا ہر غریب اور امیر فائدہ اٹھائے۔ نہ امیر سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو اور نہ غریب سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے غریب بھی بندے ہیں اور امیر بھی بندے ہیں۔ ہزاروں باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں امیر بھی خدمت کے محتاج ہوتے ہیں۔ تم دونوں کی خدمت کرو۔ کیونکہ احمدیت غریب اور امیر میں کوئی فرق نہیں کرتی ۔۔۔۔ تم خدام الاحمدیہ ہو۔ تمہارا کام یہ ہے کہ امیر مصیبت میں ہو تو اس کی خدمت کرو۔ غریب مصیبت میں ہو اس کی خدمت کرو۔ یہاں تک کہ ہر فرد بشر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسکی نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ پھر اللہ کے فضل سے ہر قسم کی قومی ترقیات تم حاصل کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں تم پر نازل ہوں گی ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کہ وہ تم کو سچے طور پر خدام الاحمدیہ بننے کی توفیق دے۔ کیونکہ ملک کو خدام کی ضرورت ہے جیسے میں نے بتایا ہے۔ خدام الاحمدیہ جب ہم نے نام رکھا تھا تو اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ تم احمدیوں کے خادم ہو اگر تم یہ معنی کرو گے تو بڑی غلطی کرو گے۔ اور ہم پر ظلم کرو گے۔ خدام الاحمدیہ سے مراد تھا احمدیوں میں سے خدمت کرنے والا گروہ۔ تم خادم تو دنیا کے ہر انسان کے ہو لیکن ہو احمدیوں میں سے خادم۔

اس لئے اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم احمدیوں کی خدمت کرو بلکہ مقصد یہ تھا احمدی سٹینڈرڈ کے مطابق خدمت کرو۔ چنانچہ دیکھو لاہور میں طوفان آئے مکان گرے تو اس موقع پر جو احمدی معمار ہم نے بھیجے ان کے متعلق پولیس نے اور عملے والوں نے اقرار کیا کہ آدمی نہیں یہ تو جن ہیں۔ یہ تو منٹوں میں مکان تعمیر کر دیتے ہیں۔ تو یہ احمدی سٹینڈرڈ تھا سو اپنا احمدی سٹینڈرڈ قائم کرو اور اسے بڑھاتے جاؤ۔ دیکھو آج تم خدمت کرتے ہو کل دوسروں کو بھی تحریک ہوگی

(تقریر حضرت مصلح موعودؓ بحوالہ الفضل 4 مارچ 1956)

❁ ۔۔۔۔ ہندوستان میں اتفاق واتحاد کیلئے آپ کی قابل تحسین کوششیں

1. فرمایا کوئی اتحاد قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ ان لوگوں کے جذبات کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ عوام الناس سے ان قربانیوں کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ جن کہ وہ متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر انکی روایات عادات اور جذبات کے خلاف ان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ کبھی اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ اتحاد کی بناء صرف اس امر پر رکھی جا سکتی ہے کہ ہر ایک قوم دوسرے کہ مذہبی امور میں دخل نہ دے اور نہ اس امر پر کہ ایک قوم دوسری قوم کے مذہبی اور تمدنی امور کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر مذہب کے پیروؤں کو ذاتی اعمال میں پوری آزادی ہونی چاہئے۔ مسلمانوں کو دسہرہ وغیرہ کے جلوسوں پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اور ہندوؤں کو تعزیہ وغیرہ پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح مساجد کے پاس سے اگر جلوس نکالیں تو مسلمانوں کو اس پر چڑھنے یا ناراض ہونے کی کوئی وجہ

۲۔ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں نہ دی جائیں اس سے زیادہ غیر شریفانہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں۔

☆ قیام امن کے متعلق تجاویز

۱۔ تمام مذاہب کے پیرو اس امر پر متفق ہو جائیں کہ وہ مذہب کے متعلق کوئی تصنیف یا تقریر کرتے ہوئے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں گے۔

۲۔ ہر مذہب کے پیرو اپنی مسلمہ کتب کے نام لکھوا دیں اور جو شخص کسی مذہب کے متعلق لکھے اس کی مسلمہ کتب ہی کی بناء پر لکھے۔

۳۔ تمام مذاہب کے پیرو آپس میں معاہدہ کریں کہ وہ اعتراض اپنے مخالف پر نہ کریں جو خود ان کے مسلمات پر بھی پڑتا ہو۔

۴۔ تبلیغ مذہب ہرگز منع نہ ہوگی اور ہر ایک قوم کا حق ہوگا کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے یہ امید کرنی کہ سیاسی سمجھوتہ کے ساتھ مذہبی تبلیغ بند کر دی جائے ایک نہ پوری ہونے والی امید ہے بلکہ ایک مجنونانہ خیال ہے جس کو عقل دھکے دیتی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہونی چاہئے کہ تبلیغ جائز طریقوں سے ہو اور اسکو باہمی مناقشات کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ مثلاً دنیاوی دباؤ ڈال کر کسی شخص کا مذہب نہ بدلوایا جائے یا سیاسی طور پر قوموں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

❁ ۔۔۔۔ فتنہ فساد کی روح کو کچلنے کیلئے سرفروشانہ قدم

آپ نے یہ اولوالعزم کارنامہ بھی سرانجام دیا جو ہندوستان کی فضا کو پرامن بنانے میں بہت بڑے جہاد کی حیثیت رکھتی ہے کہ آپ نے جماعت احمدیہ کی ان تمام شاخوں کو جو ہندوستان کے طول عرض میں پھیلی ہوئی ہیں ملک سے فتنہ وفساد کو دور کرنے کی ہدایات فرمائی۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنی جماعت کو سیاست میں بھی ہمیشہ اخلاق کے اسی بلند مقام پر فائز دیکھنا چاہتے تھے کہ جو کام کیا جائے وہ بنی نوع انسان کی بہبود اور خدمت کیلئے کیا جائے۔ اصولوں کی خاطر جدوجہد ہو ذاتی مقاصد تعریف توصیف اور انعامات ہرگز پیش نظر نہ رہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

"یہی ہندوستانیوں میں نقص ہے کہ اول تو وہ کام نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو معاً خیال آ جاتا ہے کہ ہمیں بھی اس کے بدلے میں ملنا چاہئے حالانکہ میرے نزدیک اگر ہم کوئی کام اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اس کے بدلہ میں کچھ ملے گا تو اس کام کے کرنے سے ڈوب مرنا بہتر ہے۔

غرضیکہ حضورؓ کا وجود ساری زندگی انسانیت کی خدمت پر مامور رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بے بہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن دانی

☆☆غیروں کی زبانی☆☆

از-سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم (گنگٹوک)

"آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں ہے جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیا کا استاد مقرر فرمایا ہے۔"

(الموعود صفحہ 211-210)

قارئین یہ اعلان اس عظیم شخص کا ہے جو بچپن میں اکثر اسکول سے غیر حاضر رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں خراب رہتی تھیں۔ جسے جگر کی تکلیف بھی تھی۔ جسکی Hand Writing اتنی خراب تھی کہ صاف پڑھا نہیں جا رہا تھا۔ جسے اساتذہ اسکول کی پڑھائی چھوڑنے کا مشورہ بھی دیتے ہیں۔ مگر یہی گیارہ سال کا لڑکا جب انجمن تشحیذ الاذہان کے ایک اجلاس میں اپنی تقریر میں حقائق قرآنیہ بیان کرتا ہے تو لوگ ورطہ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ سینکڑوں نغمے تڑپ اٹھتے ہیں۔ اور کیف میخانہ چھلک پڑتا ہے۔

اس تقریر کے بارے میں حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے تاثر ساعت فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"تقریر کیا تھی علوم ومعرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نور الدینؓ کھڑے ہوئے۔ آپ نے تقریر کی بے حد تعریف کی۔ قوت بیان اور روانی کی داد دی۔ نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے۔ نہایت اکرام کے ساتھ گھر تک آپکے ساتھ آکر رخصت فرمایا۔"

(الحکم 7 اکتوبر 1939ء)

جیسے جیسے آپ عمر کی سیڑھی پر قدم بڑھاتے گئے ویسے ویسے معارف قرآنیہ آپ پر آشکار ہونے لگے۔ سن 1906ء میں بعمر 18 سال آپ نے اپنی پہلی پبلک تقریر میں سورۃ لقمان کی تفسیر فرمائی آپ کی اس تفسیر کو سن کر حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے یہ تبصرہ فرمایا:-

"میں ان کی تقریر خاموشی وخاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہے"

(الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 6)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سن 1908ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے بعنوان "ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں" پر تقریر فرمائی۔ اس تقریر کو سن کر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے لکھا:-

"بلا مبالغہ صاحب زادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق ومعارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا۔ پلیٹ فارم پر سے صاحبزادہ صاحب اس لب ولہجہ سے بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو باپ کی طرح سیراب کر دیا۔"

(الحکم 1939ء جوبلی نمبر صفحہ 76)

اس تقریر کے بارہ میں حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا:

"میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی ہے۔"

(تشحیذ الاذہان جنوری 1909ء)

قارئین کرام پیشگوئی مصلح موعود میں اس بات کا ذکر ہے کہ وہ پسر موعود جب پیدا ہوگا وہ علوم ظاہری باطنی سے پر کیا جائے گا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے۔ یعنی خدا تعالیٰ خود اسکا معلم ہوگا۔ اور علیم وخبیر خدا نے آپ کو کشفی حالت میں قرآنی علوم سکھلائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ایک وجود میرے سامنے آیا اور کہنے لگا میں خدا کا فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اسلئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھادوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب ایاک نعبد وایاک نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن میں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں میں نے کہا سکھاؤ اور وہ سکھاتا چلا گیا یہاں تک کہ ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھادی۔

(الموعود صفحہ 84)

آپ فرماتے ہیں ..... اس کے بعد جب میں نے اس سورۃ کی تفسیر بیان کی تو نئے نئے نکات مجھ پر کھلتے گئے اور آپ نے اپنے قرآنی علوم کو دنیا والوں کے سامنے بطور نشان پیش فرمایا۔ اور بڑی تحدی کے ساتھ اعلان کیا کہ کون مبارز ہے جو میدان میں اترے مگر افسوس کہ:

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے علماء دیوبند کو یوں چیلنج کیا:

"ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ میں بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ادنی غلام کے مقابلہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر انہیں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"

(الفضل 16 جولائی 1925ء)

آپ کا یہ چیلنج صرف علماء کے دائرہ تک محدود نہ رہا بلکہ آپ نے ساری دنیا کو ان الفاظ میں دعوت دی:

"وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں"

(الموعود صفحہ 211-210)

نیز آپ فرماتے ہیں:

"دنیا کا کوئی فلاسفر دنیا کا کوئی پروفیسر دنیا کا کوئی ایم۔ اے خواہ وہ ولایت سے پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں"

(الفضل 19 فروری 1956ء)

اور حق یہ ہے کہ جسے علوم قرآنی کی جولان گاہ میں سبقت نصیب ہو وہ یقیناً دوسرے میدانوں سے بھی بانیل مرام واپس آتا ہے۔

قارئین اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کو علوم قرآنیہ بمقدار وافر عطا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ قلب مطہر کے مالک تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون۔ (واقعہ)۔ یعنی اس کے معارف و معانی پر وہی اطلاع پاتے ہیں جو پاک دل ہوتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے:

اِنَّ اھل القراٰن اھل اللہ و خاصتہ

(مسند جلد 3 صفحہ 242)

یعنی اہل اللہ اور خدا کے خاص بندے وہ ہیں جن کو قرآنی علوم حاصل ہوتے ہیں اس ضمن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق معارف جدیدہ ولطائف وخواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ اور ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔"

(آسمانی فیصلہ)

پھر فرمایا:

"جس کو علم قرآن دیا گیا اس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 363)

قارئین میں اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کے حیرت انگیز قرآنی انکشاف کی چند جھلکیاں بطور نمونہ مشتے از خروارے اور قطرہ از بحارے ہیں ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

❀ہر زیر و زبر معنی رکھتا ھے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں کسی کو کہتا ہوں کہ قرآن کریم کا ہر لفظ اور ہر زیر وزبر اپنے اندر معنی رکھتی ہے۔ اور قرآن کریم میں چھوٹے چھوٹے فرق سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں اور اس میں جس قدر حکمتیں ہیں کوئی کتاب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی"

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ 98)

❀مقطعات قرانی کے بارہ میں عظیم انکشاف

آپ فرماتے ہیں:

"حروف مقطعات اپنے اندر بہت سے راز رکھتے ہیں۔ ان میں بعض راز بعض ایسے افراد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن کا قرآن کریم کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہونا چاہیے۔ لیکن اس کے علاوہ یہ الفاظ قرآن کریم کے بعض مضامین کیلئے قفل کا بھی کام دیتے ہیں۔ کوئی پہلے ان کو کھولے تب اس تک پہنچ سکتا ہے۔ جس جس حد تک ان کے معنوں کو سمجھا جائے اسی حد تک قرآن کریم کا مطلب کھلتا جائے گا۔ میری تحقیق یہ بتاتی ہے کہ جب حروف مقطعات بدلتے ہیں تو مضمون قرآن جدید ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی سورۃ سے پہلے حروف مقطعات استعمال کئے جاتے ہیں تو جس قدر سورتیں ان کے بعد ایسی آتی ہیں جن کے بعد مقطعات نہیں ہوتے ان میں ایک ہی مضمون ہوتا ہے اس طرح جن سورتوں میں وہی حروف مقطعات دہرائے جاتے ہیں وہ ساری سورتیں مضمون کے لحاظ سے ایک ہی لڑی میں پروئی ہوئی ہوتی ہیں"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 165)

❀دوزخ ابدی نہیں

حضور فرماتے ہیں: "عیسائی عقیدہ کے مطابق دوزخ ابدی ہے اور ہر انسان جو دوزخ میں ڈالا جائے گا ہمیشہ کیلئے ڈالا جائے گا لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کچھ مدت کے بعد خدا تعالیٰ دوزخیوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُمّہ ھاویۃ (القارعۃ) یعنی دوزخ رحم مادر کی طرح ہے۔ جس طرح رحم میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد بچہ باہر آجاتا ہے اسی طرح دوزخی

کچھ عرصہ دوزخ میں رہنے کے بعد اس میں سے نکل آئیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کردے گا۔ لیکن عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ دوزخ ابدی ہے اور جو بھی اس میں جائے گا وہ اس میں سے کبھی نہیں نکل سکے گا۔“

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 87)

❁حضرت مسیح ناصری کی پیدائش کے متعلق حیرت انگیز انکشاف

حضرت مصلح موعود نے ازروئے قران تاریخ عیسائیت کی ایک عظیم غلطی کا پردہ فاش کیا ہے۔ یعنی عیسائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مسیح ناصری کی پیدائش 25 دسمبر کو ہوئی اور عیسائی دنیا اس دن کو بڑی دھوم دھام سے حضرت مسیح کی پیدائش کے طور پر مناتی ہے۔ مگر حضرت مصلح موعود نے آیت قرآنیہ وھزّی الیک بجزع النخلۃ تُسقط علیک رُطباً جنیاً (سورۃ مریم 26) سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”قران کریم بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے“

(تفسیر کبیر مریم جلد 4 صفحہ 179)

اور پھر آپ نے قران کریم کی بیان کی تائید میں انجیل کی یہ شہادت پیش فرمائی کہ انجیل میں مسیح کی پیدائش کا موقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اس علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کررہے تھے“

(لوقا 8:6)

ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا نہ کہ شدید سردی کا۔ دسمبر کا مہینہ تو علاوہ شدید سردی کے فلسطین میں بارش اور دھند کا ہوتا ہے۔ کون یہ تسلیم کرسکتا ہے ایسے موسم میں کھلے میدان میں چرواہے اپنے گلوں کو لیکر باہر نکل آتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 184)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”وہ قران جو لوگوں کیلئے ایک سربمہر لفافہ تھا ہمارے لئے کھلی کتاب ہے۔ اس کی مشکلات ہمارے لئے آسان کی جاتیں ہیں۔ اور اس کی باریکیاں ہمارے لئے ظاہر کردی جاتی ہیں۔ کوئی دنیا کا مذہب یا خیال نہیں جو اسلام کے خلاف ہو اور جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم صرف قران کریم کی تلوار سے کاٹ کر ٹکڑے نہ کردیں اور کوئی آیت ایسی نہیں جس پر کسی علم کے ذریعہ کوئی اعتراض پڑتا ہو۔ اور خدا کی مخفی وحی ہمیں اس کے جواب سے آگاہ نہ کردے۔“

(دعوۃ الامیر صفحہ 274)

غرض آپ نے بادلائل ثابت کردیا کہ قران بڑا حسین اور پرحکمت اور مرتب کلام ہے۔ قران میں استعارات کا حل، مقطعات کا بیان، پیشگوئیوں کی تشریح وتعین، عصمت انبیاء مستشرقین کے دلائل کا رد اور اس جیسے اور بہت سے مغلقات کے عمدہ اور قابل تسلیم حل بیان کئے۔ اور اپنے باطنی کمالات اور روحانی جمال سے لوگوں کے قلب وجگر کو صاف ستھرا کیا۔

قارئین حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں علوم قرانی کے گہر ہائے آبدار اس طور سے نکالے گئے ہیں کہ ان معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اور تمام سابقہ تفاسیر اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز و بے کس ہیں۔

آپ کی تبحر علمی اور معارف قرانی نے جہاں اپنوں پر گہرے نقوش چھوڑے وہاں غیروں کو بھی اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔ چند ایک حوالے پیش خدمت ہیں:

❁......علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر ”نگار“ لکھتے ہیں:

”یہ تفسیر (تفسیر کبیر) اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل اور نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔“

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ 125)

❁......مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر ’زمیندار‘ لاھور نے (جو شدید معاند احمدیت تھے) ایک موقعہ پر بعض مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے ایک تقریر میں کہا:

”احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قران کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قران کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قران نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے۔ تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من ودھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی ...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قران سیکھو۔ مبلغ تیار کرو۔ عربی مدرسے جاری کرو۔ غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو۔“

(ایک خوفناک سازش صفحہ 197-195 ...... مؤلفہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر)

❁......اسی طرح مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر ”صدق جدید“ لکھنؤ نے آپؓ کی وفات پر آپ کی خدمات قرآنیہ پر خراج تحسین و عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا:

”قرآن وعلوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں اُنھوں نے سرگرمی اور اُولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ اُن کا اللہ اُنھیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین، ترجمانی وہ کر گئے ہیں اُسکا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔“

(صدق جدید لکھنؤ 18 نومبر 1965ء)

❁......اسی طرح اُردن کے اخبار ”اَلْاُرْدَنُ“ نے 21 نومبر 1948ء کے شمارہ میں حضرت مصلح موعود کے انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”حضرت امام جماعت احمدیہ دین کے رموز و حقائق اور اسکی اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور روحانیت سے متعلق جملہ علوم سے غیر معمولی طور پر بہرہ ور ہیں۔ اور دین کے بارہ میں بھرپور علم رکھتے ہیں ...... جناب امام جماعت احمدیہ نے اپنی اس تفسیر میں دشمنان اسلام کا بخوبی ردّ کیا ہے۔ بالخصوص مستشرقین کے پیدا کردہ غلط خیالات اور اُس کے اعتراضات کا جواب بے نظیر علمی رنگ میں دیا ہے۔“

❁......اسی طرح روزنامہ ”حقیقت“ لکھنؤ کے ایڈیٹر مکرم جناب انیس احمد عبّاسی بی۔ اے کاکوروی آپ کی علمی صلاحیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ فرماتے ہیں:

”مذہبی اختلافات سے قطع نظر مرزا صاحب مرحوم کی ذات بہت سی صفات کی حامل تھی۔ ان کے تبحر علمی، حیرت انگیز ذہانت اور سیاسی فراست کا اندازہ بہت سے ممتاز غیر احمدی افراد کو بھی تھا ...... راقم السطور کو خود بھی مرزا صاحب سے کئی دفعہ ملاقات کا اتفاق ہوا اور ہر دفعہ ان کی غیر معمولی قابلیت، بصیرت وفراست سے بہت متاثر ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں وہ تمام جوہر تھے جو بڑے قائدین میں ہونے چاہئیں۔ مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کی بناء پر کسی بڑی شخصیت کی اعلیٰ صفات اور قومی خدمات کی قدر و وقعت نہ کرنا ایک بہت ہی افسوسناک کمزوری ہے“

(روزنامہ ’حقیقت‘ لکھنؤ 10 نومبر 1965ء)

قارئین اسے کہتے ہیں:

وَالفضلُ ما شهدت به الاعداء۔

آہ وہ علوم وفنون کا سرچشمہ، وہ میدان خطابت کا عظیم شہسوار آج ہم میں نہیں ہے۔ مگر آپ کا نام اور کام تو ہمیشہ مہر تاباں کی طرح فروزاں رہے گا۔ آپ خود فرماتے ہیں:

”گو میں مرجاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہوچکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ 1961ء)

آخر میں دعا ہے کہ......

”ملت کی اس فدائی پر رحمت خدا کرے“

❁❁❁

ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئے گی

ارشاد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخالفین احمدیت خصوصاً احرار کو مخاطب کر کے حضورؓ نے فرمایا

”ہم ان سے کہتے ہیں تم کیا، اگر دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہوجائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے۔ اسکے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کرسکتی۔ بے شک ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور، یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دے گا خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہوجائیں لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“ پس ہم پر غالب آنے کا خیال ان کا محض وہم وگمان ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کو قتل کردیں پھر قتل کر کے جلا دیں اور پھر راکھ کو اڑا دیں تو بھی دنیا میں احمدیت قائم رہے گی۔ ہر قوم ہر ملک اور ہر براعظم میں پھیلے گی۔ اور ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئے گی۔ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے اس کے خلاف جو زبان دراز ہوگی وہ زبان کاٹی جائے گی۔ جو ہاتھ اٹھے گا وہ ہاتھ گرایا جائے گا جو آواز بلند ہوگی وہ آواز بند کی جائے گی۔ جو قدم اٹھے گا وہ قدم کاٹا جائے گا۔ اگر انگریز جرمن، فرانسیسی سب مل جائیں تو بھی جس طرح مچھر مسلا جاتا ہے اسی طرح مسلے جائیں گے اور ساری قومیں احمدیت کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۴ کالم ۲)

حضرت مصلح موعودؓ غیروں کی نظر میں

مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر ''زمیندار''

مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

'' کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔''

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ ۱۹۶)

اخبار MADRID اسپین

حضرت مصلح موعودؓ کے معرکۃ الآرا لیکچر (لاہور) بعنوان ''اسلام کا اقتصادی نظام'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مکمل طور پر اپنے لیکچر میں اسلام کی تعلیم اور اصولوں پر روشنی ڈالتے ہیں جو اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اسلام کا اقتصادی نظام اس کی بنیاد ہے آپ نے اسلامی نظام کا کمیونزم کے نظام سے نہایت شاندار طور پر فرق دکھایا ہے مختصر یہ کہ کتاب حوالہ جات کے ساتھ صحیح طور پر اپنی اہمیت پیش کرتی ہے۔ (مجریہ ۲۱ جولائی ۱۹۴۸ء)

نامور ادیب جناب ایم اسلم

''صاجزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مل کر ہمیں ازحد مسرت ہوئی صاحب زادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم اور مدبر بھی ہیں...... صاجزادہ صاحب کا زہد واتقا اور انکی وسعت خیالانہ سادگی ہمیشہ مجھے یاد رہے گی''۔

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

اخبار'' القبس'' دمشق (شام)

'' ہم نے اُن (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) سے ملاقات کے دوران ان کے بڑے علم وفضل و آداب اور اسلامی مصالح و معاملات کے متعلق بہت بڑی غیرت کا مشاہدہ کیا۔ (مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۲۴ء)

جریدۃ الف والیاء دمشق

'' ہم نے دیکھا کہ آپ فصیح عربی بولتے تھے اور اپنی باتوں کی حدیث شریف اور قرآنی آیات سے تائید کرتے تھے اور اگر کسی بات کے متعلق بوقت باہمی گفتگو کوئی حدیث اور قرآنی آیت مستحضر نہ ہوتی تو منطق سے کام لیتے تھے اور یہ مہدی صاحب (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) درمیانی قد رکھتے ہیں اور اپنا ہندوستانی ملکی لباس اور سفید پگڑی پہنتے ہیں اور آپ نہایت ذہین بہت روانی اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور زبردست دلائل اپنی تائید میں پیش کرنے والے ہیں۔ بحث و مباحثہ سے اور مناظرہ سے نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں''۔ (مجریہ ۹ اگست ۱۹۲۳ء)

آپ کے چہرے کے خدوخال آپ کے نہایت ذہین ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کو دیکھنے والا آپ کے رعب و وقار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا''۔ (مجریہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء)

اخبار ''فتی العرب'' دمشق

'' یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں منہ پر سیاہ کشادہ داڑھی رکھتے ہیں چہرہ گندم گوں ہے اور جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے دونوں آنکھیں ذکاوت وذہانت اور غیر معمولی علم وعقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خدوخال میں جبکہ وہ اپنی برف کی مانند پگڑی پہنے کھڑے ہوں یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اس کے کہ آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے آپ کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معنی ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں گے'' (مجریہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء)

میاں سلطان احمد وجودی

متحدہ ہندوستان میں پراونشل کانگریس کمیٹی پنجاب کے رکن میاں سلطان احمد وجودی لکھتے ہیں۔

(الف) اگر مصطفیٰ کمال اتاترک ۲۹۴۴۱۶ مربع میل زمین اور ایک کروڑ ۲۵ لاکھ انسانوں پر حکومت کرتا تھا اگر جوزف اسٹالن ۱۸۳ قومیتوں اور ۱۴۹ زبانوں والی سترہ کروڑ دس لاکھ انسانوں کی آبادکاری کا واحد مختار کل تھا اگر مسولینی چار کروڑ اور ۲۰ لاکھ اطالوی اور یتھوپیا کے ۸۶ لاکھ باشندوں کا خود مختار بادشاہ تھا اگر اڈولف ہٹلر ساڑھے چھ کروڑ (جرمنوں) کا حکمران ہے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی تمام دنیا میں بسنے والے دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتا ہے جس کے احکام کی تکمیل کو افراد متذکرہ بالا اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں۔

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

(ب) مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوت حد سے زیادہ ہے وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں ان کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں ان کو مل کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں وہ اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں''۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق

جس قدر روپے احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی ہے''۔ (اخبار مجاہد ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء)

پروفیسر اسٹنیکو پنسلوانیہ (امریکہ)

امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ کے ویکنز کالج میں فلسفہ اور مذہب کے صدر پروفیسر اسٹنیکو زیر عنوان The Ahma diyya Movement in Islam رقمطراز ہیں۔

آپ (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) ہمیشہ ہی سے ایک اولوالعزم لیڈر اور زرخیز دماغ مصنف واقع ہوئے ہیں اپنے والد کی طرح آپ کو بھی دعویٰ ہے کہ تعلق باللہ کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں''۔

(ایسٹرن ورلڈ دسمبر ۱۹۶۱ء)

مصوّر فطرت خواجہ حسن نظامی

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قلمی تصویر یوں کھینچتے ہیں:۔

'' اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل وفہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں''۔

(اخبار عادل دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

اخبار العمران دمشق

زیر عنوان

''مہدی دمشق میں'' رقمطراز ہے۔

'' ابھی آپ (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) کے دار الخلافہ (دمشق۔ ناقل) میں تشریف لانے کی خبر شائع ہی ہوئی تھی کہ بہت سے علماء وفضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو بہت عمیق ریسرچ رکھنے والا اور شریعت الٰہیہ کی حکمت اور فلسفہ سے واقف شخص پایا۔ (مجریہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء)

پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم اے

مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ منعقدہ ۱۹۱۹ء میں بحیثیت صدر حاضرین سے حضور رضی اللہ عنہ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔

'' حضرات عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاویں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں، آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا''۔ (تاثرات قادیان صفحہ ۱۶۱)

'' پھر اسی مجلس میں حضور رضی اللہ عنہ کے معرکۃ الاراء لیکچر (بعنوان اسلام میں اختلافات کا آغاز) کے اختتام پر پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا:۔

حضرات میں نے کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے ہی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ (جو اوپر آویزاں تھا) سے ہے''۔

حضرات جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ایسے ادق باب کو بیان کر سکیں میرے خیال میں لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہے...... میں خواہش کرتا ہوں ایسے ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست عظمت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے۔

(الفضل ۸ مارچ ۱۹۱۹ء)

آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مینارڈ ہال لاء کالج لاہور میں ''موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل'' کے موضوع پر حضرت مصلح موعودؓ کے بصیرت افروز خطاب کے اختتام پر صدر جلسہ آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن نے فرمایا:۔

'' میں احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کا شکر گذار ہوں کہ جس نے اس فاضلانہ تقریر کے سننے کا ہمیں موقعہ بہم پہنچایا جناب مرزا صاحب نے تھوڑے سے وقت میں بہت وسیع مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے آپ نے جو تعمیری تجاویز بیان فرمائی ہیں وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں ہمیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء)

ملک فیروز خاں نون

اسی نوع کی ایک تقریب میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک معرکۃ الآراء خطاب سماعت کرنے کے بعد صدر جلسہ ملک فیروز خاں نون نے فرمایا:۔

'' حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے اور نہایت فاضلانہ طریق سے مضمون پر روشنی ڈالی ہے'' (الفضل ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح
تاریخوں کے آئینہ میں

(مرسلہ مکرمہ عالیہ نعیم۔ سورو (اڑیسہ))

کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ دنیا سے چلی جاتی ہیں مگر ان کے دائمی نقوش اہل جہان کی رہنمائی کے لیے باقی رہ جاتے ہیں۔ انہیں فیض رساں شخصیات میں سے ایک شخصیت حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ کی مختصر سوانح عمری ہدیہ قارئین ہے۔

☆ پیشگوئی مصلح موعودؓ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

☆ ولادت باسعادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بروز ہفتہ گیارہ بجے شب بمقام قادیان۔

☆ عقیقہ ۱۸ جنوری ۱۸۸۹ء

☆ قرآن کریم ختم کرنے پر آمین کی مبارک تقریب ۷ جون ۱۸۹۷ء

☆ تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں داخلہ ۱۸۹۸ء

☆ پہلی شادی (حضرت ام ناصرؓ کے ساتھ) نکاح ۱۹۰۲ء۔ شادی ۱۹۰۳ء

☆ پہلی پبلک تقریر ۱۹۰۶ء

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر آپ کا تاریخی عہد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

☆ مجلس انصار اللہ کا قیام ۱۹۱۱ء

☆ حج بیت اللہ کا مبارک سفر ۱۹۱۲ء

☆ اخبار الفضل کا اجراء جون ۱۹۱۳ء

☆ خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد کا آغاز ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء

☆ منارۃ المسیح کی تکمیل ۱۹۱۶ء

☆ دنیا کے ۱۸ حکمرانوں کو تبلیغ اسلام ۱۹۱۸ء

☆ نظارتوں کے نظام کا قیام ۱۹۱۹ء

☆ مجلس مشاورت کا قیام ۱۹۲۲ء

☆ لجنہ اماء اللہ کا قیام ۱۹۲۲ء

☆ شدھی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان ۱۹۲۳ء

پہلا سفر یورپ اور مسجد فضل لندن کی بنیاد ۱۹۲۴ء

☆ احمدی مستورات کے جلسہ سالانہ کا آغاز اور رسالہ مصباح کا اجراء ۱۹۲۶ء

☆ تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء

☆ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام ۱۹۳۸ء

☆ المصلح الموعود ہونے کا دعویٰ ۱۹۴۴ء

☆ دنیا کی مشہور ۸ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی تکمیل کا اعلان ۱۹۴۶ء

☆ قادیان سے ہجرت ۱۹۴۷ء

☆ نئے مرکز ربوہ کا افتتاح ۱۹۴۸ء

☆ جامعہ نصرت کا قیام ۱۹۵۱ء

☆ حضور پر قاتلانہ حملہ ۱۹۵۴ء

☆ قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت ۱۹۵۴ء

☆ بیماری کا حملہ اور دوسرا سفر یورپ ۱۹۵۵ء

☆ تفسیر صغیر کی اشاعت ۱۹۵۷ء

☆ تحریک جدید کا آغاز ۱۹۵۸ء

☆ خلافت ثانیہ کے پہلے پچاس برس پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر اور دعائیں ۱۹۶۴ء

پیشگوئی کی جملہ علامتوں کے پورے ہونے اور شجر اسلام کو اپنی آنکھوں سے پھلتا اور پھولتا دیکھنے کے بعد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ صبح ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر محبوب حقیقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

☆☆

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش مرحوم کا ذکر خیر

(مکرم عقیل احمد صاحب سہارنپوری معلم انچارج شولاپور مہاراشٹر)

خاکسار مکرم جناب مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش قادیان کو بچپن سے جانتا ہے۔ کیونکہ خاکسار کی تعلیم و تربیت قادیان میں ہی ہوئی اور مرحوم کے بیٹے مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم ہمارے استاد تھے اس لئے خاکسار کا ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اپنے استاد کی طرف سے دیا ہوا سوال حل نہ ہونے پر خاکسار ان سوالات کے جواب مکرم بشیر احمد صاحب خادم سے ہی حل کرتا تھا۔ خاکسار کے متعلق مرحوم ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ یہ لڑکا آگے چلکر سلسلہ کی بہترین رنگ میں خدمت کرے گا۔

جب خاکسار کی معلم کی ٹریننگ پوری ہوئی اور خاکسار میدان تبلیغ میں جانے لگا تو چلتے وقت موصوف نے خاکسار کے سر پر ہاتھ رکھکر بہت دعائیں کرتے ہوئے خاکسار کو الوداع کیا۔ اور کہا کہ اپنی کارگزاری سے مجھے بھی واقف کراتے رہنا موصوف سلسلہ کی خدمت کرنے والوں کی بڑی قدر کرتے اور ان سے ہمدردی کیا کرتے تھے۔

جب موصوف کی نگرانی میں ساندھن مشن کی تعمیر کا کام چل رہا تھا تو سلسلہ کی طوعی خدمت کرنے والے ایک احمدی حکیم بہادر خان صاحب کا مرکز سے وظیفہ جاری کروایا جو حکیم صاحب کو آخری وقت تک ملتا رہا۔ اور اس طرح مکرم حکیم صاحب کا بڑھاپا آسانی سے گزرا۔ جب مکرم بشیر احمد صاحب خادم نے مکرم حکیم صاحب کی وفات کی خبر سنی جو خاکسار نے انکو دی تو اس کا ان کو بہت افسوس ہوا اور کہنے لگے اگر تم مجھے نہ بتاتے تو شاید مجھے حکیم صاحب کی وفات کا پتہ ہی نہ چلتا پھر کچھ توقف کے بعد قدرے خفگی میں فرمایا ویسے تو بدر میں تمہاری بڑی رپورٹیں شائع ہوتی ہیں مرحوم حکیم صاحب کی وفات کی ایک خبر تم سے نہ دی گئی۔

موصوف کا خاکسار سے بے حد مشفقانہ سلوک تھا اور ہمیشہ ہی مجھے قیمتی نصائح سے نوازتے رہتے فرماتے تم مرحوم حاجی بشیر احمد صاحب سہارنپوری کے پوتے ہو جنہوں نے سلسلہ کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں اس لئے مجھے تم سے محبت و ہمدردی ہے۔ اور ایک بار خاکسار کے دادا جان مرحوم کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ایسا شخص اس دنیا میں کبھی کبھی ہی پیدا ہوتا ہے۔

خاکسار پر جب کبھی ابتلاء و پریشانی کا وقت آتا خاکسار ان کے پاس جاتا اور دعا کی درخواست کرتا اللہ کے فضل و کرم سے خاکسار کی پریشانی دور ہو جاتی خاکسار کا رشتہ بھی انہوں نے ہی بعد دعاؤں اور استخارہ کے کرایا اور آج ان کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کی عائلی زندگی بڑے آرام سے گزر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دو بیٹیاں بھی عطا کیں جو تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ خاکسار جب بھی قادیان کسی نو احمدی کو لاتا تو موصوف سے ان کی ملاقات ضرور کراتا جس پر موصوف ان نو احمدی کو بڑے بہترین رنگ میں نصیحت فرماتے جس سے ان نو احمدی احباب کے خیالات میں ایک نمایاں تبدیلی ہوتی اور وہ بہت متاثر ہوتے۔ موصوف مرحوم کو کلمہ طیبہ و قرآن پاک سے بے حد لگاؤ تھا۔ مرحوم کے تکیہ پر ہمیشہ قرآن پاک ہی رکھا ملتا۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو فوری سرہانے سے قرآن مجید اٹھاتے اور وہ مسئلہ حل کرتے تھے موصوف کے اندر مہمان نوازی کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ بہت ہی نیک صوم و صلوٰۃ کے پابند تہجد گزار، قادر الکلام اور صاحب رؤیا و کشوف تھے خاکسار جب بھی ان کے پاس کسی بیوہ یا غریب کو ملاقات کے لئے لاتا تو آپ ضرور ان کی کچھ نہ کچھ مدد فرماتے۔

معاشرے میں آپ کی بہت عزت تھی ہر چھوٹا بڑا آپ کی قدر کرتا جب دہلی سے بذریعہ فون مکرم مولوی سعادت احمد جاوید صاحب نگران مہاراشٹر نے خاکسار کو ان کی وفات کی خبر دی تو خاکسار کو بے حد افسوس اور دلی رنج ہوا۔ مولوی انصار علی خان صاحب معلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ روتے ہوئے بے ساختہ کہنے لگے کہ آج ایک فرشتہ صفت انسان چل بسا۔ لوگوں کے دلوں میں موصوف مرحوم کے تئیں بے حد محبت تھی آج موصوف ہمارے بیچ نہیں مگر آپ کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے بیٹے عزیز سرفراز احمد ہاشمی کو مورخہ ۲۰۰۱-۲۱-۱۲ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے حضور انور ایدہ اللہ نے بچے کا نام انتصار احمد تجویز فرمایا ہے۔ جو مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب ایڈووکیٹ آف حیدر آباد کا نواسہ ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ (ممتاز احمد ہاشمی درویش قادیان)

اعلان نکاح

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ۲۰۰۱-۱۱-۱۰ کو بعد نماز مغرب عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ ناہد شمیم بنت مکرم وسیم احمد صاحب مرحوم فیض آباد یوپی کا نکاح خاکسار کے بیٹے عزیز ظفر احمد گلبرگی مبلغ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مبلغ ۲۱۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اعانت بدر ۲۰۰ روپے (بشیر احمد گلبرگی آف یادگیر کرناٹک)

درخواست دعا

خاکسار کے دونوں بیٹوں کے کاروبار میں برکت کے لئے نیز عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے مقدمہ میں کامیابی اور خاکسار اور تینوں بیٹیوں کی صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(زینت بیگم اہلیہ میر احمد اشرف مرحوم جڑچلہ)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی — اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

مسجد بیت الفتوح -مارڈن (لندن) میں

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا کامیاب سالانہ اجتماع

☆سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ مجلس عرفان کا انعقاد☆

☆نواحمدی احباب وخواتین کی شمولیت ☆ملک بھر سے گیارہ ریجنز کی ۷۰ مجالس کے ۶۷۲ انصار اور ۲۰۴ مہمانوں کی شرکت☆

﴿رپورٹ: مکرم رشید احمد زاہد۔قائد عمومی مجلس انصاراللہ برطانیہ﴾

امسال مجلس انصار اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۳،۴ اور ۵۔ اگست ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ اتوار مسجد بیت الفتوح موررڈن میں منعقد ہوا۔مسجد بیت الفتوح مورڈن میں مجلس انصاراللہ کا یہ پہلا اجتماع تھا۔مورخہ ۴۔اگست بروز ہفتہ صبح کے وقت افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی تلاوت عہد ونظم کے بعد مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔

مجلس انصار اللہ کے اس اجتماع کا ایک نمایاں و بابرکت پروگرام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ مجلس عرفان کا انعقاد تھا جس کا اسی روز سوا سات بجے محمود ہال مسجد فضل لندن میں اہتمام کیا گیا تھا۔یہ مجلس انگریزی زبان میں منعقد ہوئی جو کہ ایک گھنٹہ جاری رہی۔

دونوں روز کارروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔متعدد علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔اور تربیتی و تعلیمی اجلاسات میں مختلف موضوعات پر تقاریر کی گئیں تلقین عمل کے پروگرام ہوئے اور تبلیغی نشستوں کا انعقاد ہوا۔

اجتماع میں شامل نو احمدی اور اطفال الاحمدیہ کے لئے بھی خصوصی پروگرام ہوئے۔امسال سب سے زیادہ نو احمدی بریڈ فورڈ (نارتھ ایسٹ ریجن) سے مع فیملیز شامل ہوئے۔

اجتماع کے دوران مکرم و محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ ،مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن، مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن اور مکرم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ اور محترم نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ سلسلہ نے مختلف موضوعات پر تقاریر فرمائیں۔

اتوار کو بعد نماز ظہر وعصر ایک خصوصی پروگرام میں مسجد بیت الفتوح مورڈن کے تعارف کے بارہ میں احباب کو تفصیل سے بتایا گیا۔اس پروگرام کو مکرم محمد ناصر خان صاحب نائب امیر یو۔کے اور مکرم محمد اکرم احمدی صاحب نائب امیر یو۔کے اور ان کے دیگر ساتھیوں نے پیش کیا۔

اس پروگرام کے اختتام پر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے اردو میں اور مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب قائم مقام امیر یو۔کے نے انگریزی میں احباب سے مختصر خطاب کیا۔جس میں مساجد کی اہمیت اور مسجد بیت الفتوح کے حوالہ سے قربانیاں پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مورخہ ۵ اگست بروز اتوار اجتماع کا اختتامی اجلاس شام چھ بجے شروع ہوا۔صدارت مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب قائم مقام امیر یو۔کے نے کی۔تلاوت قرآن کریم عہد اور نظم کے بعد مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے رپورٹ پیش کی اور خطاب فرمایا۔ملک بھر سے کل ۱۱ ریجنز کی ۷۰ مجالس کے ۶۷۲ انصار اور ۲۰۴ مہمانوں نے شمولیت کی بعدہ مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اول ،دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔امسال حسن کارکردگی کی بنا پر علم انعامی کا حقدار نارتھ ایسٹ ریجن (یارکشائر) کو قرار دیا گیا اور ریجنل ناظم مکرم منیر احمد صاحب نے علم انعامی وصول کیا۔جبکہ مجالس میں عمدہ کارکردگی کے لحاظ سے بریڈ فورڈ اول۔نیو مالڈن دوم اور ہونسلو سوم قرار پائیں۔

تقسیم انعامات کے بعد مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

☆☆

غانا (مغربی افریقہ) میں پیلگا (Kperga) کے مقام پر

احمدیہ مسجد کا شاندار افتتاح

﴿مکرم نعیم احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ غانا﴾

مورخہ ۶ جولائی ۲۰۰۱ کو پیلگا (Kperiga) کے مقام پر ایک خوبصورت مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔مکرم مولانا عبد الوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے اس کا افتتاح فرمایا۔تقریب میں علاقہ کے معزز اور چیف صاحبان نے شرکت کی۔معزز مہمانوں میں علاقہ کے پیرا ماؤنٹ چیف Alhaji Mumuni Bawumia بھی شامل تھے۔آپ علاقہ کی بے حد معزز شخصیت ہیں آپ ممبر آف پارلیمنٹ رہے،ریجن کے منسٹر رہے اور کونسل آف اسٹیٹ کے چیئرمین بھی رہے۔

افتتاح کے موقع پر محترم عبد الوہاب بن آدم صاحب نے قبولیت دعا کے موضوع پر خطاب فرمایا۔مکرم Alhaji Mumuni Bawumia صاحب نے اس موقع پر اپنے خطاب کے دوران فرمایا ''احمدیت سچی ہے میں ہر اس شخص کی حوصلہ افزائی کروں گا جو احمدیت کی طرف میلان رکھتا ہے''

یہ مسجد ''بورکینا فاسو'' جانے والی سڑک پر واقع ہے آنے جانے والے مسلمان مسافر اس میں نماز ادا کرتے ہیں۔اس کی تعمیر میں بہت سے احباب نے حصہ لیا لیکن ان میں نمایاں نام Mr.Dr.Amad Yusuf Edusei کا ہے۔مکرم علیم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے مسجد پر کلمہ طیبہ اور دیگر آیات قرآنیہ تحریر کیں۔اللہ تعالیٰ ان سب افراد کو جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔اور یہ مسجد ہمیشہ خدا کے مخلص عبادت گزار بندوں سے آباد رہے۔آمین۔☆☆

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا ۲۹واں سالانہ اجتماع

ملک بھر سے ۱۵۹۶ خدام واطفال کی شرکت۔مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ مجلس سوال وجواب

﴿مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا ۲۹واں سالانہ اجتماع ۱۰-۱۱-۱۲ اگست بروز جمعہ ہفتہ اتوار بیت الفتوح ،مارڈن ،لندن میں منعقد ہوا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع بے حد کامیاب رہا۔اجتماع میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۱۵۹۶ تھی مہمانوں کی دوسو کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔

اس موقع پر خدام الاحمدیہ مقامی ریجن نے ایک نمائش کا انتظام بھی کیا حاضرین نے اسے بہت پسند کیا فورڈ کورٹ کے نام سے ایک شام حاضرین کو دنیا کے مختلف ممالک کے روایتی کھانوں پر مشتمل ایک ڈنر دیا گیا۔جو کہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔اور اسے بہت پسند کیا گیا۔

اس اجتماع میں خدام اور اطفال کے الگ الگ علمی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد کروائے گئے۔مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے ''ذکر حبیب'' کے عنوان کے تحت نہایت روح پرور خطاب ارشاد فرمایا۔مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے تلقین عمل کے پروگرام کے تحت خدام اور اطفال کو نمازوں میں پابندی کی تلقین فرمائی۔اس اجتماع میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس کے لئے تمام اطفال و خدام بیت الفتوح سے مسجد فضل لندن گئے۔

تین روزہ اجتماع کے آخری روز یعنی اتوار کے دن اس اجتماع کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔جس کی صدارت مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی۔مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ریجن نے مسلسل تیسری مرتبہ بہترین کارکردگی پر علم انعامی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔تقریب کے اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب نے اجتماع کے منتظمین کو کامیاب اجتماع منعقد کرنے پر مبارک باد پیش کی اور حاضرین کو قیمتی نصائح سے نوازا۔محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں خدام الاحمدیہ کو تبلیغ کے میدان میں کوشش تیز کرنے کی نصیحت فرمائی۔مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد اختتامی دعا ہوئی اور یوں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا ۲۹واں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔☆☆☆

دینی نصاب برائے مجلس انصاراللہ بھارت سال ۲۰۰۲ء

امتحان دینی نصاب برائے سال ۲۰۰۲ء مجلس انصاراللہ بھارت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆قرآن مجید باترجمہ پارہ لا یحب اللہ سورہ المائدہ آیت نمبر ۵۷ تا ۸۳ ....۵۰ نمبر

☆کتاب پیغام صلح مکمل ....۲۵ نمبر

☆دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۱ تا ۲۹ ....۲۵ نمبر

نوٹ:-اپنے طور پر مطالعہ کے لئے سال رواں کے دوران کتاب تبلیغ ہدایت از صفحہ ۱۷۱ تا ۱۹۹ مقرر کی گئی ہے۔جس کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔

☆اس سال اس امتحان کی تاریخ ماہ اپریل کا آخری اتوار مقرر کی گئی ہے جو ۲۸-۴-۲۰۰۲ ہے

نوٹ:-جن مجالس کی طرف سے مجوزہ دینی نصاب کی کتب کا آرڈر ملے گا ان کی طرف سے آرڈر ملنے پر کتب قیمتاً دفتر مہیا کردے گا۔انشاء اللہ

(صدر مجلس انصاراللہ بھارت)

ولادت اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے محترم منصور احمد صاحب نائب ایڈیٹر بدر واستاد جامعہ احمدیہ قادیان کو ایک بیٹے کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے بچی وقف نو میں شامل ہے جس کا نام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''حفصہ منصور'' تجویز فرمایا ہے۔

نومولودہ مکرم مقبول احمد صاحب مرحوم آف جمشید پور کی پوتی اور مکرم منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر ونائب ناظر نشر و اشاعت کی نواسی ہے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ بچی کو نیک صالحہ اور خادم دین بنائے۔آمین۔

(ادارہ)

پاکستان میں ممنوعہ تنظیموں کے کئی ہزار علماء گرفتار

☆سینکڑوں دفاتر سیل ☆بینک کھاتے منجمد ☆ بیان بازی کرنے پر پابندی عائد

اسلام آباد (۱۵ جنوری اے.ای.پی) پاکستان میں ممنوعہ اور کچھ غیر ممنوعہ دہشت گرد تنظیموں کے سرگرم کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ جبکہ وزارت داخلہ کے ایک سینئر حکمران کے مطابق 16 جنوری تک 1900 افراد گرفتار کئے جاچکے ہیں اور 600 دفاتر سیل کردئے گئے ہیں۔ ان میں پاکستان مقبوضہ کشمیر میں گرفتاریوں کی تعداد شامل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سنٹرل اسٹیٹ بینک کو ان تنظیموں کے بینک کھاتے سیل کرنے کی ہدایت بھی دے دی گئی ہے۔ نیز ان تنظیموں کو بیان بازی کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

دریں اثنا سرکار نے گرفتار شدگان کی جانچ پڑتال کرنی شروع کردی ہے جس کے تحت کچھ رہا بھی کئے گئے ہیں۔ اخبار ڈان کے مطابق سندھ صوبہ میں لگ بھگ ۴۰۰ افراد گرفتار کئے گئے تھے جن میں سے کچھ ایک کو گزشتہ روز سکریننگ کے بعد رہا کردیا گیا۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق یہ دھر پکڑ صرف ممنوعہ قرار پانچ تنظیموں کے ورکروں تک محدود نہیں۔ ان کے علاوہ پولیس 'البدر' اور 'حرکت المجاہدین' کے لیڈروں کی تلاش میں ہے جو کشمیر میں بھی سرگرم ہیں۔ اس دوران حزب چیف فضل الرحمٰن خلیل روپوش ہوگیا ہے۔ پاکستان حکومت نے گزشتہ رات ممنوعہ تنظیموں کے نام بدلکر سرگرم رہنے کے ارادوں کو ناکام بنانے کے لئے اعلان کیا کہ وہ کسی بھی طرح نام بدلکر کام نہیں کرسکتیں۔ ان میں سے ایک ممنوعہ تنظیم 'تحریک جعفریہ' نے اپنا نام بدلکر 'ملت جعفریہ' رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح خبروں کیمطابق 'جیش محمد' کے لیڈروں نے بھی مختلف ناموں سے کام کرتے رہنے کا اعلان کیا ہے۔

دریں اثنا پاکستان کے شمالی حصوں سے عجیب صورت حال پیدا ہونے کی رپورٹ ہے۔ کیونکہ وہاں ایک ممنوعہ تنظیم تحریک جعفریہ پاکستان کی ٹکٹ پر چنے اسمبلی ممبر ہیں۔ اس بارے میں سرکاری حلقوں نے واضح کیا ہے کہ ان ممبران کو ممنوعہ تنظیم سے تعلق توڑنے کا اعلان کرنیکے لئے کچھ مہلت دی جائے گی۔ فیڈرل منسٹر سرفراز کیمطابق پابندی لگانے والے قانون کی توسیع شمالی علاقوں تک کرنیکے جلد احکام جاری کئے جارہے ہیں۔

(روزنامہ ہندسماچار جالندھر 2002-1-16)

آپس کی پھوٹ اور فرقہ وارانہ جنون کی آگ

اس پھوٹ اور ٹکراؤ کی فضا کو ختم کرنے کے لئے تن من دھن سے جٹ جائیں

آج ملت اسلامیہ جن طرح طرح کی آفتوں اور پریشانیوں کی شکار، اور قسم قسم کے فتنوں کا نشانہ ہے ان میں غالبا سب سے زیادہ سنگین اور خطرناک جوان کے لئے موت اور زندگی کا سوال ہے وہ ان کی آپس کی پھوٹ اور فرقہ وارانہ جنون کی آگ ہے، اور سخت رنج وملال کی بات یہ ہے کہ بہت سے اچھے خاصے باشعور اور دین ودنیا کی سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ بھی نہ صرف یہ کہ معاملے کی نزاکت وسنگینی سے بے خبر ہیں بلکہ ناسمجھی میں بہت سی دفعہ اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے لئے ایندھن فراہم کرتے رہتے ہیں۔

آج ملت اسلامیہ کی ایک ایک شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی کی تھوڑی سی عافیت اور سہولت یا ذرا سی وقتی راحت کو ہمیشہ کا امن وسکون سمجھ کر بےفکر نہ بیٹھا رہے بلکہ کھلے دماغ اور سمجھ داری کے ساتھ حالات کو سمجھنے اور وقت کی پیشانی پر لکھے اس چیلنج کو پڑھنے اور آپس کی اس پھوٹ اور ٹکراؤ کی فضا کو ختم کرنے کے لئے اپنے تن من دھن سے جٹ جائے اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والے اپنے تمام بھائیوں کے درمیان میل محبت اور اسلامی بھائی چارے کا ماحول بنانے اور جہاں بنا ہوا ہے اسے بنائے رکھنے کے لئے جو کچھ کرسکتا ہو اس میں ہرگز کوئی کمی نہ کرے۔

یاد رکھئے خدانخواستہ اگر مسلم قوم تباہ ہوتی ہے تو ہمارے یہ چھوٹے چھوٹے چین کے ٹھکانے اور الگ الگ گروہوں کے نام پر بنائے ہوئے یہ اپنے اپنے مذہبی گھونسلے بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے، دشمن کی نگاہ ہرگز آپ کے شیعہ یا سنی ہونے پر یا آپ کی دیوبندیت اور بریلویت پر یا آپ کے تھوڑے تھوڑے فرق سے بنائے ہوئے گروہوں پر نہیں، بلکہ اس کی بندوق کی نال تو پوری ملت اسلامیہ کی طرف ہے۔ اس کی نظر میں تو آپ سب کا ایک ہی جرم ہے کہ آپ مسلمان کیوں ہیں؟ کلمہ توحید کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کیوں پکڑے ہوئے ہیں؟ آپ نمک کی طرح گھل کر یہاں کی اکثریت میں گم کیوں نہیں ہوجاتے؟ حالانکہ ایک سچا مسلمان جان دے سکتا ہے لیکن اپنی پہچان مٹا کر خود کو دوسرے مذہب والوں میں گم نہیں کرسکتا۔

جو جان مانگو تو جان دے دیں، جو مال مانگو تو مال دے دیں ☆ مگر یہ ہم سے کبھی نہ ہوگا، نبی کا جاہ وجلال دے دیں

آپ یہ کبھی نہ بھولیے کہ دشمن کا نشانہ آپ کی الگ الگ منزلیں اور جدا جدا کمرے نہیں بلکہ آپ کی پوری بلڈنگ ہے اس کی بجلیوں کی لپیٹ میں آپ کی الگ الگ شاخیں اور ٹہنیاں یا کچھ خاص گھونسلے یا کوئی ایک آدھ درخت نہیں بلکہ آپ کا پورا باغ اور سارا چمن ہے۔ اٹھئے اور اس سے پہلے کہ حالات بےقابو ہوجائیں ان پر قابو پالیجئے "چمن بچاؤ غم آشیاں کا وقت نہیں"

(بحوالہ ساز دکن حیدرآباد ۸ جنوری ۲۰۰۲ء)

ٹوکیو کانفرنس میں افغانستان کے لئے بین الاقوامی مالی امداد

ٹوکیو۔ افغانستان کی عبوری حکومت کے رہنما حامد کرزئی نے بین الاقوامی امداد فراہم کرنے والے ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ جنگ زدہ افغانستان کی مدد کرنے کی خاطر اس کے ذمہ پہلے سے واجب الادا قرضوں کو معاف کر دیں اور آئندہ کے لئے دل کھول کر امداد دیں کیونکہ افغانستان کو اپنے پہلے مالی سال کے منصوبوں کے لئے 1 ارب 80 کروڑ سے 2 ارب ڈالر کی ضرورت ہوگی۔ کرزئی نے ٹوکیو میں بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کیا کہ افغانستان کی کرنسی افغانی کو بحال کرنے اور سنٹرل بینک کی بحالی کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں اس کے لئے ضروری ہے کہ سابقہ حکومتوں کے دور میں لئے گئے تمام قرضوں کو معاف کردیا جائے دریں اثنا بین الاقوامی ڈونرز کانفرنس نے افغانستان کو آئندہ پانچ سالوں کے دوران 4 ارب ڈالر کی امداد دینے کا یقین دلایا ہے۔ کانفرنس میں یورپی یونین جاپان اور امریکہ نے اگلے سال افغانستان کو 1 ارب 4 کروڑ 20 لاکھ ڈالر فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ڈونرز کانفرنس میں جن اداروں اور ملکوں کی طرف سے امداد کے وعدے کئے گئے ہیں ان میں ایشیائی ترقیاتی بنک نے 50 کروڑ ڈالر آئندہ ڈھائی سال میں فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے جبکہ جاپان بھی اسی مدت کے دوران 50 کروڑ ڈالر فراہم کرے گا۔ برطانیہ نے آئندہ پانچ برسوں میں 28 کروڑ 80 لاکھ ڈالر دینے کا وعدہ کیا جبکہ یورپی یونین نے پہلے سال افغانستان کو 49 کروڑ 50 لاکھ ڈالر دینے کا اعلان کیا ہے۔ جرمنی نے آئندہ چار برسوں میں افغانستان کے لئے 28 کروڑ 30 لاکھ ڈالر اور امریکہ نے اگلے سال کے لئے 29 کروڑ 67 لاکھ 50 ہزار ڈالر دینے کا اعلان کیا ہے۔ سعودی عرب تین برسوں میں افغانستان کو 22 کروڑ ڈالر دے گا۔ عالمی بنک کی جانب سے آئندہ ڈھائی برسوں میں 50 کروڑ ڈالر دئے جائیں گے۔

۲۰۰۱ء میں دنیا بھر کے ۶۰ سے زائد صحافی مارے گئے W.A.N

پیرس۔ گزشتہ برس دنیا بھر میں ۶۰ سے زائد صحافی اور میڈیا سے وابستہ دیگر افراد اپنی پیشہ وارانہ خدمات انجام دیتے ہوئے موت کے شکار ہوگئے۔ یہ اطلاع پیرس میں اخبارات کی عالمی تنظیم (ڈبلیو.اے.این) نے دی ہے رپورٹ کے مطابق لاطینی امریکہ صحافیوں کے لئے گزشتہ برس بھی سب سے خطرناک علاقہ رہا جہاں ۱۶ صحافی مارے گئے۔ ان میں سے ۱۰ صرف کولمبیا میں ہلاک ہوئے۔ افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی قیادت میں جاری لڑائی بھی صحافیوں کے لئے خطرناک ثابت ہوئی جہاں اپنی پیشہ وارانہ خدمات انجام دیتے وقت ۸ صحافی موت کے منہ میں چلے گئے۔ رپورٹ کے مطابق امریکہ پر دہشت گردانہ حملہ میں بھی دو صحافی جاں بحق ہوئے۔ فوٹو گرافر ولیم بوگارٹ جو ۱۱ ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کی تصویریں لینے کے لئے جائے واقعہ پر گئے تھے دیگر ہزاروں افراد کے ساتھ لقمۂ اجل بن گئے۔ فلوریڈا میں ایک اخبار کے ایڈیٹر ولیم اسٹیونس انتھراکس کا شکار ہوئے۔ ۲۰۰۱ء میں ہلاک ہونے والے صحافیوں کی تعداد گزشتہ برسوں کے مقابلے میں زیادہ رہی۔ پچھلے برس ۵۴ صحافی مارے گئے تھے تاہم ۱۹۹۹ء کے مقابلے میں یہ ذرا بہتر رہا جب ۷۱ صحافی ہلاک ہوئے تھے۔ پیرس سے کام کرنے والی ڈبلیو.اے.این ایک عالمی تنظیم ہے جو پریس کی آزادی کے لئے سرگرم ہے۔ یہ دنیا بھر میں ۱۸۰۰۰ اخبارات کی نمائندگی کرتی ہے۔

اقلیتوں کی املاک کے تحفظ کا آرڈیننس جاری، خلاف ورزی پر قید ہوگی

اسلام آباد (آن لائن) صدر مملکت نے ملک میں اقلیتوں کی املاک کے تحفظ کے لئے منگل کو آرڈیننس جاری کیا ہے۔ اس آرڈیننس کا مقصد اقلیتوں کے سماجی استعمال کی املاک کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ آرڈیننس کا نفاذ فوری تصور ہوگا۔ آرڈیننس میں قرار دیا گیا ہے کہ عبادت گاہ، دھرم شالے، واکراجس، مدرسے، گوشالے، تدفین مقامات، میونسپل سنٹر، سوشل ویلفیر، تعلیمی مراکز، صحت مراکز جیسی جگہیں سماجی مقامات تصور ہونگے۔ آرڈیننس کے تحت قرار دیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت سے اجازت لئے بغیر کوئی شخص ان املاک یا اراضی کی فرخت، ٹرانسفر نہیں کرسکے گا جبکہ ان کی فروخت کے لئے وفاقی حکومت، قومی کمیشن برائے اقلیتیں کی مشاورت سے ای.او.بی جاری کرے گی۔ اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والے کو زیادہ سے زیادہ سات برس قید اور کم از کم ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ ☆☆

پاکستان میں بیالیس مذہبی رہنماؤں کے خلاف بغاوت کا الزام

کوئٹہ (بیورو رپورٹ) کوئٹہ میں دفعہ 144 کے تحت جلسے، جلوسوں پر پابندی لگادی گئی ہے۔ 42 مذہبی رہنماؤں کے خلاف بغاوت، عوام کو اکسانے اور قابل اعتراض تقاریر کرنے کے الزام میں 63 مقدمات درج کرلیے گئے ہیں۔ جماعت اسلامی بلوچستان کے امیر مولانا عبدالحق بلوچ کو 16 ایم.پی.او کے تحت تین ماہ تک نظر بند کرنے کا فیصلہ کرکے ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ بھیج دیا گیا۔ کوئٹہ میں پولیس کو تمام مساجد میں جمعہ کے خطبے ریکارڈ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پاکستان وافغانستان دفاع کونسل نے 18 جنوری کو کوئٹہ میں آدھے دن تک شٹر ڈاؤن ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔

اس دوران پاکستان میں جمیعۃ العلماء اسلام کے چیف مولانا فضل الرحمٰن اور امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کو گرفتار کرکے ان کے سینکڑوں ورکروں کو جیلوں میں بھیج دیا گیا ہے۔

(نوائے وقت لاہور پاکستان انٹرنیٹ ایڈیشن (2002-1-13)

یہود صفت مولویوں کا انجام

...........اور...........

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک رؤیا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2001ء میں فرمایا تھا:

''اس زمانہ میں بھی جو یہود صفت مولوی ہیں ان کا بھی وقت آنے والا ہے۔ یہ بات ٹل نہیں سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ ان سے نفرت کرتا ہے تو ضرور ان کی نفرت دلوں میں پھیلائی جائے گی''۔

خدا تعالیٰ کے محبوب بندے کی زبان مبارک سے نکلنے والے یہ کلمات جس تیزی اور جس شان سے پورے ہوتے نظر آرہے ہیں اس پر مومنین کے دلوں سے بے اختیار تسبیح و تحمید اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ جمعہ میں اپنی ایک خواب بھی بیان فرمائی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے:

''اب اہل پاکستان ہم پر جتنا مرضی ظلم کریں یہ ناممکن ہے کہ احمدی جب غلبہ میں آئیں گے، اور یقیناً آئیں گے، تو وہ پاکستان کے مولویوں پر ظلم کریں اور ظلم سے بدلہ لیں۔ ان کی ایک ہی آواز ہوگی ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ کہ اب ہمارے پاس سوائے اس کے کچھ کہنے کو نہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا کہ آج کے دن تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ اب یہ جو شان ہے رسول اللہ ﷺ کی یہ انشاء اللہ ہمارے دیکھتے میں یا شاید ہمارے بعد پوری ہوگی۔ اور ضرور پوری ہوگی اور اللہ تعالیٰ پاکستان پر احمدیوں کو یقیناً غلبہ عطا فرمائے گا۔ اس میں ایک ذرہ بھی شک کی گنجائش نہیں۔ اور یقیناً احمدی پھر رحمت کا سلوک کریں گے اور ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ کہیں گے۔

اس ضمن میں مجھے اپنی ایک بچپن کی رؤیا بھی یاد آتی ہے جس میں میری ایک بحث ہو رہی ہے غیر احمدی مولویوں سے اور اس بحث کے دوران وہ مجھے کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو مان بھی جائیں، سچا بھی مان لیں مگر مشکل یہ ہے کہ ہم آپ لوگوں پر اتنے ظلم کر چکے ہیں کہ جب ہم آپ کے قابو میں آئیں گے تو آپ ہم پر ان سب ظلموں کا بدلہ اتاریں گے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ ہر گز نہیں۔ تم بے خوف ہو کر ہمارے ساتھ چلو ہم آپ کے ظلموں کا آپ پر ظلم کے ذریعہ نہیں بلکہ رحم کے ذریعہ بدلہ اتاریں گے۔ اور یہی ہمارا مقدر ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ تو اس سے مجھے یہ حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور یہ امکان نظر آتا ہے کہ شاید یہ میرے زمانہ میں ہی ایسا ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو''۔ (بحوالہ بدر قادیان 30 اگست 2001ء)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان 248-5222,248-1652,243-0794

رہائش 237-0471, 237-8468

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

فون دکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

تبصرہ

نام کتاب	''تفاسیر القرآن کا تحقیقی موازنہ''
مؤلف	برہان احمد ظفر دُرّانی
تعداد صفحات	250
سنہ اشاعت	جون 2001
قیمت	115/
ناشر	ظفر اینڈ سنز قادیان 143516 محلہ احمدیہ ضلع گورداسپور پنجاب

محترم مولانا برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر و اشاعت نے قیام جماعت احمدیہ سے قبل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہونے والی غیر احمدی علماء کی مختلف تفاسیر القرآن کو سامنے رکھ کر جماعت احمدیہ کی تفاسیر سے ان کا موازنہ کیا ہے۔ ہر دو تفاسیر کے مختلف اقتباسات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایمان افروز کتب میں الٰہی تائید سے بھرپور قرآن مجید کی مختلف آیات مبارکہ کی نہایت جامع و مانع تفسیر بیان فرمائی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان نہایت برحق ہے کہ کوئی مخالف قیامت تک آپ کی پیش کردہ تفسیر القرآن کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے علاوہ مذکورہ کتاب میں خلفائے احمدیت کی بصیرت افروز تفاسیر کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ بالخصوص سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر سے مذکورہ کتاب کو بہت حد تک مزین کیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی ان تفاسیر کے بالمقابل جماعت احمدیہ سے قبل اور بعد میں شائع ہونے والی متقدمین و متاخرین کی تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سابقہ اکثر تفاسیر (الا ماشاء اللہ) نہ صرف علمی بصیرت سے عاری بلکہ اسرائیلیات کا مجموعہ ہیں جن کی اشاعت سے مخالفین اسلام کو مزید اعتراضات کے مواقع فراہم ہوئے ہیں۔

خاص طور پر دیگر مفسرین کرام کے ''ناسخ منسوخ'' ''حروف مقطعات''۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احیائے موتیٰ خلق طیور اور اصحاب کہف اور اس جیسے دیگر مقامات کی تفاسیر تو اس قدر بچگانہ وطفلانہ ہیں کہ ان کے باعث دشمنان اسلام نے قرآن مجید کو نہ صرف نشانہ اعتراض بلکہ نشانہ تضحیک بھی بنایا ہے۔ اور ان میں وہ تفاسیر پیش پیش ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین نے لکھی ہیں۔ ان کی تفاسیر کے مطالعہ سے تو یوں لگتا ہے کہ وہ اس پرندے کی طرح ہیں جس کے پر پرواز کسی نے نوچ لئے ہوں اور جن میں روحانی پرواز کی قوت نہ ہو۔

چونکہ تفسیر کی اکثر کتب نہایت ضخیم ہوتی ہیں اور ان کا مطالعہ نہایت مشکل کام ہے۔ کتاب ''تفاسیر القرآن کا تحقیقی موازنہ'' نے اس مشکل کو حل کر دیا ہے۔ اس کتاب میں ضروری ضروری تفسیری مقامات کو پیش کر کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی تفاسیر کو اس رنگ میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری کو جہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر القرآن کی افضلیت اور برتری کا علم ہوتا ہے وہیں اس عظیم الشان صداقت کا اظہار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند ارجمند کیلئے بے ساختہ زبان پر درود وسلام جاری ہو جاتا ہے:

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم انک حمید مجید

یہ کتاب جہاں عام قاری اور زیر تبلیغ افراد کیلئے بہت مفید ہے وہیں تفاسیر القرآن کی تحقیق و ریسرچ کرنے والے طلباء کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کی بارگاہ میں یہ خدمت قبول ہو۔ آمین۔

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Vol : 51 Wednesday 6/13 Feb 2002 Issue No. 6/7

کارخانہ تھانوی میں تیار شدہ ''امیر المومنین''

حاصل مطالعہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

''سرزمین افغانستان کا ایک ایک چپہ دار العلوم دیوبند کے فیض کا منہ بولتا ثبوت ہے''

(طالبانی امیر ملا محمد عمر)

گزشتہ سال ۹،۱۰،۱۱ر اپریل کو پشاور میں ایک پرجوش دیوبندی کانفرنس منعقد کی گئی۔ روزنامہ 'جنگ' کراچی نے ۹ر اپریل ۲۰۰۱ء کو اس ضمن میں جو سپیشل سپلیمنٹ جاری کیا اس میں مفتی محمد جمیل خان نے ''دار العلوم دیوبند کی خدمات'' پر کئی کالم سیاہ کئے اور ان ''سنہری خدمات'' میں ''تحریک طالبان افغانستان'' کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ کانفرنس میں ''امیر المومنین ملا محمد عمر'' کا ایک پیغام بھی سنایا گیا جس میں ملا محمد عمر نے یہ گوہر افشانی کی کہ:

''سرزمین افغانستان کا ایک ایک چپہ دار العلوم دیوبند کے فیض کا منہ بولتا ثبوت ہے''۔

قطع نظر اس کے کہ افغانستان کے بدنصیب ملک کے چپہ چپہ پر دیوبندی تجلیات نے کیا قیامت ڈھائی ہے اس کالم میں یہ حقیقت منکشف کرنا مقصود ہے کہ ملا عمر کا اسلام اور قرآن کی تعلیمات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے مسندِ ''امیر المومنین'' پر جلوہ آرا ہونا فی الواقع سیاست دیوبندی کا کرشمہ تھا کیونکہ انہیں ''امیر المومنین'' نام سے جو ماڈل حاصل ہوا وہ دیوبندی عالم مولوی اشرف علی تھانوی کے نظریاتی کارخانہ ہی کا تیار شدہ تھا جس کا منہ بولتا ثبوت مولوی تھانوی صاحب کا حسب ذیل بیان ہے:۔

''الافاضات الیومیہ'' حصہ سوم صفحہ ۱۵۔ ناشر کتب خانہ امدادیہ کراچی نمبر ۱۹۔ میں تھانوی صاحب کے ملفوظ نمبر ۱۶ کے زیر عنوان لکھا ہے۔

''امیر شاہ خان صاحب نے ایک بات بہت اچھی بیان کی کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کا مقابلہ سلطنت ہی کر سکتی ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیسا تقدس ہے کہ حضور کے نور سے ان کو خاص تلبس ہے مگر یزید کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی سلسلہ میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا کہ ایک جنٹلمین یہاں آئے تھے۔ مجھے کہا کہ تم تحریکات میں کیوں شامل نہیں ہوئے۔ مَیں نے کہا کہا کہ اس میں ایک کسر ہے۔ کہا: کیا؟ مَیں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی امیر المومنین نہیں۔ کہا ہم آپ ہی کو امیر المومنین بناتے ہیں۔ مَیں نے کہا مَیں بنتا ہوں مگر چند شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مشاہیر علماء اور لیڈر میرے امیر المومنین ہونے پر دستخط کر دیں اور ایک یہ کہ سب مسلمان اپنی تمام املاک میرے نام ہبہ کر دیں خواہ وہ روپیہ ہو یا زیور ہو یا باغات ہوں۔ یہ شرائط اس لئے ہیں کہ بدوں قوت کے امیر المومنین محض کاغذی امیر المومنین ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آج امیر المومنین ہوں کل کو اسیر الکافرین''۔

''اب سنئے امیر المومنین ہونے کے بعد سب سے اوّل جو حکم دوں گا وہ یہ ہوگا کہ دس سال تک کے لئے سب خاموش، ہر قسم کی تحریکات اور ہر قسم کا شور و غل بند۔ اس دس سال میں انتظام کروں گا مسلمان کو مسلمان بنانے کے اور ان کی اصلاح کے لئے۔ .... مکمل انتظامات کے بعد جو مناسب ہوگا حکم دوں گا۔ عملی صورت یہ ہے کہ کام کرنے کی اور محض کاغذی امیر المومنین بنانا چاہتے ہو تو اس کا (نتیجہ) یہ ہوگا کہ آج امیر المومنین ہوں گا کل کو اسیر الکافرین ہوں گا، آج سردار بنوں گا اور کل کو سر دار ہوں گا''۔

(ایضاً صفحہ ۹۹-۱۰۰۔ ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور)

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہو
(غالب)

کتاب چھاپنے والے دیوبندی ادارہ نے عرض ناشر میں اسے ''گنجینۂ جواہرات'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''ان ملفوظات میں یہ حیرت انگیز اثر دیکھنے میں آیا کہ ہر پڑھنے اور ان کو سننے سے بے شمار انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب آگیا''۔

دیوبندیوں کے ''مجدد ملت'' اور ''حکیم الامت'' کے ملفوظات کی برکت سے ملا عمر بھی ''انقلاب'' کی زد میں آگئے۔ مگر یہ ''انقلاب'' معکوس تھا جس کا نقشہ سرتاج شعراء اردو میر تقی میرؔ کے درج ذیل اشعار میں پوری شان سے کھینچا گیا ہے۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا
یاں کے سپید و سیہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جوں توں شام کیا
میرؔ کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اس نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

☆......☆......☆......☆

اور اب ملاحظہ ہو ''امیر المومنین'' کا ''غریب خانہ'' کے عنوان سے جناب بیگ راج کے قلم سے ایک حقیقت افروز شذرہ۔ وہ لکھتے ہیں:

''ملا عمر کہاں روپوش ہو گئے؟ قندھار میں ان کی رہائش گاہ پر کافروں نے قبضہ کر لیا ہے۔ وہ رہائشگاہ جس کی تعمیر میں پانچ برس لگے تھے اب اس میں امیر المومنین کو شاید ہی قیام کرنا کبھی نصیب ہو سکے۔ اب تو ڈبل بیڈ پر طالبان مخالف حملہ آور اپنے اسلحہ کے ساتھ تصویریں بنواتے ہیں، حامد کرزئی نے اپنا عوامی رابطہ آفس بنا لیا ہے۔

کیمروں کی آنکھ اس کی رہائشگاہ کی مرمریں دیواروں اور زرکار دریچوں کو جب گرفت میں لیتی ہے تو کمزور دل ناظرین شرمندگی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ یقین نہیں آتا کہ ایک 'منکسر المزاج'، ایک 'فقیر منش حکمران'، ایک ''متقی اور پرہیزگار، سکول ٹیچر''، ''سادگی اور بے غرضی'' کا سراپا عالم دین، اڑھائی کروڑ مفلسوں اور ناداروں کا ''خیر خواہ''، اسلام کے رنگ میں رنگا ہوا، قرون اولیٰ والے ایمان کا دعویدار، افغان امارت اسلامی کا امیر، ایسی پرتعیش رہائشگاہ میں قیام فرماتا تھا۔ یقین نہیں آتا لیکن کیا کیا جائے کہ کافروں نے سٹیلائٹ کے ذریعے اس ''غریب خانے'' کے رنگین در و دیوار کو دنیا کے سامنے جیتی جاگتی تصویروں کی صورت میں بار بار دکھایا ہے۔ اخبارات نے جرأت کر کے ایک دن کے وقفے کے بعد بالآخر خبر دے دی ہے۔ چیدہ چیدہ پہلو ایک بار پھر ''قندھار کی پہاڑیوں کے دامن میں طالبان کے سپریم لیڈر، مجسمہ شکن ملا عمر کی رہائشگاہ میں ایک قیمتی مجسمہ نصب ہے جس کے متعلق افغانوں کو علم نہیں۔ ملا عمر کے گھر میں اندرونی چھتوں پر فانوس، دیواروں پر آئینے اور فرش پر دبیز قالین موجود ہیں۔ گھر کا صحن افغان معیار سے کہیں وسیع تر ہے۔ مویشیوں کے باڑہ سمیت تمام کمرے ائرکنڈیشنڈ ہیں۔ بجلی کے پنکھوں کے ذریعہ گائیوں اور گھوڑوں کو ٹھنڈا رکھا جاتا تھا۔ پینے کے لئے پانی کے نل نصب تھے۔ باتھ رومز ٹائلز سے مزین تھے۔ ٹائلٹ میں فلش سسٹم لگایا گیا تھا۔ اس میں شاور کی سہولت بھی موجود ہے۔ ملا عمر نے امریکی فضائی حملوں کے شروع ہوتے ہی رہائشگاہ خالی کر دی تھی''۔

''جناب حامد کرزئی نے غیر ملکی صحافیوں کو اس محل نما قیام گاہ کا دورہ کراتے ہوئے بتایا کہ یہ شاہانہ عمارت اسامہ کی دولت اور افغانوں کے خون سے تیار کی گئی تھی''۔

بیگ راج مزید لکھتے ہیں:

''ملا عمر بھی ایک حکمران تھے۔ انہیں آرام دہ رہائش گاہ میں رہنے کا حق تھا۔ لیکن ہمارے ملک کی مذہبی جماعتوں نے ان کے بارے میں عجیب و غریب داستانیں گھڑیں۔ وہی مذہبی اور جہادی علماء جن کے پاس نت نئی گاڑیاں دیکھ کر خیال آتا ہے کہ یہ عیش و عشرت کی زندگی کس کاروبار کی عطا ہے؟ کیا ان لوگوں کے پاس سونے کی کانیں ہیں؟ کیا ان کی ملیں چل رہی ہیں؟ جب مذہب کاروبار بن جائے تو پھر خدا بھی روٹھ جاتا ہے..........۔

امیر المومنین کا ''غریب خانہ'' دیکھ کر صرف اتنا سا افسوس ہوا کہ افغانستان کی سرزمین پر بھی اسلام کو بطور ہتھیار استعمال کیا گیا!!''۔

(اخبار ''دن'' لاہور۔ ۱۴ر دسمبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲)

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل [illegible]

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509